

احادیث طیبات کی حجیت پر قرآنی دلائل
سے مزین رسالہ بنام

حدیث الحبيب



تصنیف لطیف
فقہ اعظم حضرت نور اللہ نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بصیر پوری

تخریج و ترتیب
ابن جیلانی ساتریدی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

احادیث طہیات کی حجیت پر قرآنی دلائل سے مزین رسالہ بنام

حدیث الحبيب

تصنیف لطیف

فقیہ اعظم حضرت نور اللہ نعیمی بصیر پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی

تخریج و ترتیب

ابن جیلانی ماتریدی

جمعیت اشاعت اہل سنت پاکستان

ناشر

جمعیت اشاعت اہل سنت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی

- نام رسالہ : حدیث الحبیب
- مصنف : فقیہ اعظم حضرت نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ
- تخریج و تصحیح : ابن جیلانی ماتریدی
- تعداد : 4500
- تاریخ اشاعت : ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ / نومبر ۲۰۲۰ء
- ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)
- نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی
- فون: 021-32439799
- خوشخبری : یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۱۰
۲	تذکرہ بقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۱
۳	تقدیم	۱۷
۴	رسالہ حدیث الحبیب	۲۰
۵	رسول پاک ﷺ کے قول، فعل اور راہ و رسم کا نام سنت و حدیث ہے۔	۲۰
۶	حضور ﷺ کی سنت و حدیث ایمانداروں کے لئے آفتابِ ہدایت ہے۔	۲۱
۷	حجیت حدیث پر قرآن پاک سے دلیل نمبر ۱۔	۲۱
۸	حضور ﷺ کے بتلانے ہی سے امت نے قرآن کا قرآن ہونا جانا۔	۲۲
۹	حضور ﷺ کا یہ بتانا کہ ”یہ قرآن ہے“ بھی حدیث ہے گویا انکار حدیث کی صورت میں قرآن کا اعتبار بھی نہیں رہے گا۔	۲۲
۱۰	جب حدیث کے بغیر فہم قرآن مکمل نہیں تو اس پر عمل کیسے ممکن ہو گا۔	۲۲
۱۱	حضور اکرم ﷺ آیات کے علاوہ اپنے اقوال سے بھی امت کا تزکیہ فرماتے ہیں۔	۲۲

۱۲	ويعلمهم الكتب والحكمة میں کتاب سے قرآن کریم اور حکمت سے حدیث پاک مراد ہے۔	۲۲
۱۳	قیامت تک آنے والے لوگ حضور ﷺ سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔	۲۲
۱۴	تعلیم قرآن کی طرح تعلیم حدیث بھی اللہ کا فضل ہے۔	۲۳
۱۵	دلیل نمبر ۱۲ اور ۱۳۔	۲۳
۱۶	اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حبیب پاک کو اپنی کتاب کے مطالب بیان فرما دیئے ہیں۔	۲۳
۱۷	حضور ﷺ نے امت کو ان کے لئے ضروری و مفید مطالب و معانی بیان فرما دیئے۔	۲۴
۱۸	حدیث پاک کی مدد کے بغیر گزشتہ، موجودہ اور آئندہ کی کسی مخفی چیز کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکتی۔	۲۵
۱۹	احادیث میں ہوئی جہاز، ریل گاڑی، ایٹم بم وغیرہ نوا ایجاد شدہ چیزوں کا تفصیلی علم موجود ہے۔	۲۶
۲۰	حدیث کے بغیر ارکان و اعمال شرعیہ کا علم بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔	۲۶
۲۱	صلوٰۃ، زکوٰۃ وغیرہ کے لغوی معنی شرعی معنی کی وضاحت نہیں کرتے بلکہ ان کا بیان قولی، فعلی اور تقریری حدیثوں سے ہوتا ہے۔	۲۷

۲۲	چونکہ ہم نے حضور ﷺ کا ظاہری زمانہ نہیں پایا لہذا ہم صحابہ کرام، ائمہ دین اور علمائے اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بھی محتاج ہیں۔	۲۷
۲۳	خارجی ان الحکم الا للہ پڑھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فیصلوں کو بے اعتبار بتاتے۔	۲۷
۲۴	اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ۔	۲۷
۲۵	دلیل نمبر ۱۴ اور ۵۔	۲۸
۲۶	حضور پاک ﷺ کو تمام ظاہر و پوشیدہ علم حاصل ہیں۔	۲۹
۲۷	حضور ﷺ اُن خداداد علوم سے امت کو بھی فیض یاب فرماتے ہیں اور بخل سے کام نہیں لیتے۔	۳۰
۲۸	حضور ﷺ چونکہ سرپارِ حمت ہیں اور ذرہ ذرہ کا علم غیب رکھنے والے ہیں اس لئے آپ کی تعلیمات پر عمل و اعتقاد ہماری ہدایت کا باعث ہے۔	۳۰
۲۹	حدیث پاک سے دور ہونا گمراہی اور سببِ غضبِ الہی ہے۔	۳۱
۳۰	اللہ اور اس کے انعام یافتہ بندوں کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔	۳۱
۳۱	دلیل نمبر ۶۔	۳۱
۳۲	صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اور اولیاءِ علم آفتابِ رسالت مآب ہی کا نور پھیلا رہے ہیں۔	۳۲
۳۳	دلیل نمبر ۷: متعدد آیات سے حجیتِ حدیث کا ثبوت۔	۳۳

۳۴	حضور کی تمام قولی و فعلی حدیثیں واجب العمل ہیں۔	۳۴
۳۵	عمل بالقرآن، عمل بالحدیث کے بغیر ناممکن، اسی طرح عمل بالحدیث صحابہ و فقہاء مجتہدین کی ہدایت کے بغیر ناممکن لہذا فقہ پر عمل حدیث پاک پر عمل ہے۔	۳۵
۳۶	دلیل نمبر ۸۔	۳۶
۳۷	حدیثوں پر عمل اتباع رسول ﷺ ہے جس سے انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔	۳۷
۳۸	دلیل نمبر ۹ تا ۱۲۔	۳۸
۳۹	دلیل نمبر ۱۳ تا ۱۵۔	۳۹
۴۰	اللہ و رسول ﷺ کے حکم ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن کی طرح حدیث کو بھی معتبر مانا جائے۔	۴۰
۴۱	دلیل نمبر ۱۶ اور ۱۷۔	۴۱
۴۲	دلیل نمبر ۱۸ تا ۳۵۔	۴۲
۴۳	حضور ﷺ کی ایک ایک بات اور پیشین گوئی صداقت کے بلند ترین مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔	۴۳
۴۴	پیشین گوئی نمبر ۱: حجاز مقدس میں زبردست آگ کا ظہور۔	۴۴
۴۵	آگ ظاہر ہونے کی تاریخ اس کی شدت وحدت طول وعرض اور ہولناکی کا بیان	۴۵
۴۶	سخت حرارت والی اس آگ کی طرف سے مدینہ منورہ والوں کو	۴۶

	ٹھنڈی ہو آتی رہی۔	
۴۵	اس زبردست آگ سے اللہ تعالیٰ نے حرم مدینہ کو محفوظ رکھا۔	۴۷
۴۵	آگ کے ظہور سے پہلے کئی دن تک سخت زلزلے آتے رہے حتیٰ کہ ایک دن اٹھارہ مرتبہ زلزلہ آیا۔	۴۸
۴۵	یہ آگ باون دن تک مسلسل قائم رہی۔	۴۹
۴۷	دوسری پیشین گوئی: ترک قوم کے حلیہ اور ان سے جہاد کی خبر پر مشتمل۔	۵۰
۴۸	تیسری پیشین گوئی: الا ان القوة الرمی کے مفہوم کی وسعت۔	۵۱
۴۹	حضور ﷺ کا ایک اسم گرامی ”صاحب السیف“ بھی ہے۔	۵۲
۴۹	”رسمی“ کا لفظ تیر سے لے کر توپوں کے گولے، ایٹم بم، میزائل وغیرہ تک تمام جدید مہلک ہتھیاروں کو شامل ہے۔	۵۳
۴۹	یہ حضور ﷺ کی ہمہ دانی اور جامع بیانی ہے کہ ایک لفظ ”رسمی“ میں وہ سب کچھ جمع کر دیا جو ہر زمانے کے اوزار پر صادق آتا ہے۔	۵۴
۵۰	حضور ﷺ کے سامنے زمان و مکان اور مکین و مکان کی وسعتیں سمٹی ہوئی ہیں۔	۵۵
۵۰	۴ تا ۸ پیشین گوئی: فضائل و برکاتِ رمضان کے سلسلہ میں ارشادات کی صداقت۔	۵۶
۵۳	نویں، دسویں، گیارہویں پیشین گوئی: جب گویا عورتیں مزامیر اور	۵۷

	بابے ظاہر ہوں گے تو مسخ اور قذف ہو گا۔	
۵۳	منشیات کا عام ہونا بھی حضور ﷺ کے فرمانات کی صداقت کی دلیل ہے۔	۵۸
۵۴	خسف کا معنی۔	۵۹
۵۴	مسخ اور قذف کا مفہوم۔	۶۰
۵۵	بارہویں پیشین گوئی: ”ظہور القلم“	۶۱
۵۵	ظہورِ قلم کی متعدد صورتیں۔	۶۲
۵۶	تیرھویں پیشین گوئی: اتحاد و یک جہتی کا فقدان۔	۶۳
۵۶	چودھویں پیشین گوئی: جب خانہ جنگی کا آغاز ہوا تو قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔	۶۴
۵۷	سبائیوں اور بلوایوں نے عہدِ خلافتِ عثمانی میں خانہ جنگی کی بنیاد رکھی۔	۶۵
۵۷	مختلف ادوار کی خانہ جنگیاں۔	۶۶
۵۷	پندرھویں اور سولہویں پیشین گوئی: جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ظہور۔	۶۷
۵۷	سیکون کذابوں ثلاثون الحدیث کی تشریح۔	۶۸
۵۹	سترھویں پیشین گوئی: فتنہ انکارِ حدیث کی نشان دہی۔	۶۹
۵۹	الانہی او تیت القرآن ومثلہ معہ الحدیث کا معنی و مفہوم۔	۷۰
۶۱	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۳۶۔	۷۱

۶۲	حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۷۳۔	۷۲
۶۲، ۶۳	حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۳۸ اور ۳۹۔	۷۳
۶۳	حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۰۔	۷۴
۶۴	حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۱۔	۷۵
۶۴	ہر نبی کا قول و فعل کتاب اللہ کی طرح شرعی دلیل ہے۔	۷۶
۶۵	حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۲۔	۷۷
۶۵	حلال و حرام کرنا حضور ﷺ کی صفت ہے۔	۷۸
۶۶	حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۳ تا ۴۵۔	۷۹
۶۷	یہودیوں کو بھی انکار حدیث کی بُری عادت تھی۔	۸۰
۶۷	موسیٰ علیہ السلام کی حدیث کا انکار کرنے والوں پر عذاب الہی نازل ہوا۔	۸۱
۶۸	حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۶۔	۸۲
۶۸	حجیت حدیث کے متعدد دلائل پر مشتمل دلیل نمبر ۴۷۔	۸۳
۶۹	حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۸۔	۸۴
۷۰	اللہ رب العزت نے محبوب پاک کے کام کو اپنا کام اور اپنے کلام کو رسول کا کلام قرار دیا۔	۸۵
۷۱	اگر قول رسول (حدیث) کا اعتبار نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے قول کا نام ”قول رسول“ نہ رکھتا۔	۸۶
۷۱	حدیث قولی، فعلی اور تقریری کی تعریفیں۔	۸۷

بیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
 اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو معلم کتاب و حکمت بنا کر بھیجا ہے آپ ﷺ قرآن اور حدیث کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کو منصب عطا فرمایا گیا ہے کہ قرآن مجید کی تشریح و توضیح فرماتے ہیں۔ احادیث مبارکہ کی اہمیت کا کسی بھی طریقہ سے انکار کرنا دین اسلام سے جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں اور یہی انکار جب قرآن کریم کے نام پر کیا جائے تو عجیب ہے کہ قرآن پاک میں تو رسول اللہ کا مقام و منصب دستور ساز درج ہے جو کہ پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک کو حرام فرماتے ہیں تو قرآن کے بتائے ہوئے آئین پر ایمان لانے کے بعد احادیث مبارکہ کی اہمیت کا انکار سول اللہ کے دستوری حق سے انکار ہے جو کہ دراصل اللہ تعالیٰ و قرآن سے بغاوت و کفر ہے۔

زیر نظر رسالہ (جو کہ تین پمفلٹ کی صورت میں پہلے شائع ہوا تھا) ”حدیث الحبیب“ فقیہ اعظم حضرت نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کی تخریج و تصحیح مولانا ابن جیلانی ماتریدی صاحب نے کی ہے۔

لہذا ادارہ اس کو اپنے سلسلہ اشاعت نمبر ۳۱۷ پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا ﷺ کے طفیل موصوف کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور موصوف کے علم میں بہت بہت برکتیں عطا فرمائے اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین۔

کتبہ عبدہ

محمد عطاء اللہ النعیمی غفرلہ

خادم الحديث و الافتاء جامعة النور
 جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

مذکرہ فقیہ اعظم

فقیہ اعظم حضرت مولانا نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۶ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۰ جون ۱۹۱۲ء کو پاکپتن کے نواحی گاؤں ”سوہے کی“ کے ایک علمی و روحانی ورثوں کے امین آرائیں خاندان کی ایک پرہیزگار شخصیت مولانا محمد صدیق چشتی کے گھر ہوئی۔

حصولِ علم: قرآن کریم، فارسی وغیرہ کی ابتدائی تعلیم کے ساتھ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں آپ نے اپنے والد ماجد مولانا محمد صدیق چشتی (م ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء) اور جد امجد مولانا احمد دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء) سے پڑھنے کے بعد علوم متداولہ کی تحصیل کے لئے استاذ العلماء مولانا فتح محمد حبیبوی محدث بہاول نگر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء) کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تہہ کئے، یہاں سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے بعد متحدہ ہندوستان کے مختلف مدارس کا رخ کیا اور اپنی علمی پیاس بجھانے کے بعد ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء میں مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف (قائم کردہ ۱۹۲۶ء) لاہور میں داخلہ لیا، جہاں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء) سے دورہ حدیث شریف پڑھنے اور درس بخاری لینے کی سعادت حاصل کی، آپ کے علمی ذوق و شوق کا اندازہ آپ کے استاد محترم کے ان تاثرات سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو محدث الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دورہ حدیث کے دیگر طلباء سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

”اس بار تم مولانا محمد نور اللہ صاحب کی طفیل پڑھ رہے ہو۔“

۶ شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ بمطابق ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء کو تکمیل دورہ حدیث کی سند اور دستار فضیلت سے نوازے گئے اسی موقع پر محدث الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”ابوالخیر“ کنیت بھی عطا فرمائی۔

مشرَب: تعلیم سے فراغت کے بعد صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد گرامی کی جانب سے وظیفہ درس و تدریس عطا کیا گیا جو ہمارے اسلاف کی

فراست مومنانہ اور حکمت عادلانہ پر دال ہے کہ ہر فرد کو اسی کے لائق خدمت تفویض فرماتے تھے۔

اسناد: محدث الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو قرآن کریم، تفسیر، حدیث، کتب فقہ و تصوف وغیرہ کی خصوصی سند و اجازت دی تھی، اس کے علاوہ بخاری شریف و دیگر کتب فقہ و حدیث و تصوف کی اسناد اور اجازت آپ کو اپنے مرشد گرامی صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) سے بھی حاصل تھی۔

درس و تدریس: تدریس سے فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خصوصی شغف تھا، تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، مختلف مقامات پر تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء میں تحصیل دیپال پور کے ایک قصبے فرید پور میں دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے نام سے مدرسے کی داغ بیل ڈالی۔ جملہ علوم و فنون درس نظامیہ کی تدریس کا کام تنہا انجام دیتے رہے۔ اسی مقام پر ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء میں بخاری شریف سے دورہ حدیث کا آغاز فرمایا، دورہ حدیث شریف کی اس پہلی جماعت میں آپ کے والد ماجد مولانا محمد صدیق چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شریک درس تھے۔ مختلف وجوہات کی بنا پر ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء میں اسی تحصیل کے ایک اور مقام بصیر پور منتقل ہو کر وہاں مدرسے کی بنیاد رکھی آپ کے خلوص و للہیت اور مقصد سے لگن کا ثمر تھا کہ ایک پسماندہ علاقہ میں بننے والا چھوٹا سا مدرسہ آج کئی بلاکوں پر مشتمل عظیم الشان جامعہ میں بدل چکا ہے۔ پچاس سال قرآن و حدیث سمیت مختلف علوم و فنون کا درس دیا، اسباق کی پابندی فرمائی۔ حریم شریفین کی حاضری کے دوران بھی وہاں قرآن و حدیث کا درس جاری رکھا۔ بلکہ سنت یوسفی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جیل جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں بھی درس و تدریس جاری رکھتے ہوئے مرشد گرامی سے ملنے والے وظیفے کی ادائیگی کا حق ادا کر دیا۔

تلامذہ: آپ کے خوانِ علم و فضل سے خوشہ چینی کرنے والے افراد کی تعداد کثیر ہے تاہم چند مشہور تلامذہ یہ ہیں: مولانا محمد شریف نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا شبیر احمد ہاشمی اور مولانا منشا تابش قصوری صاحب۔

طلبا کرام سے محبت: ترمذی شریف میں حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ تمہارے تابع ہیں اور بہت لوگ اطراف زمین سے تمہارے پاس دینی فقہ سیکھنے آئیں گے جب وہ آئیں تو انہیں بھلائی کی وصیت کرو۔“ (سنن ترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء في الاستیضاء بمن یطلب العلم، ۴/۳۲۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ”معلوم ہوا کہ دینی طلباء کی خدمتیں کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ وہ حضور کے مہمان ہیں اسی لیے اکثر علماء اپنے دینی شاگردوں کی بہت خدمت کرتے اور کراتے تھے۔“ (مرآۃ المناجیح، ۱/۱۸۷، حسن پبلشرز)

اسلاف کی سیرت پڑھئے تو وہ اس حدیث پاک کی عملی تفسیر دکھائی دیتے ہیں کہ وہ طلبائے مدارس دینیہ کو اصحاب صفہ کا روحانی وارث اور مہمانانِ نبوی گردانتے ہوئے ان کے آرام و سکون کا خصوصی خیال رکھتے فقہیہ اعظم بھی اس حوالے سے نمونہ اسلاف تھے، طلباء کی روحانی، اخلاقی اور جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کوشاں رہتے، حتی الامکان اس معاملے میں کسی کوتاہی کو روانہ سمجھتے، ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء میں پہلی بار حاضری حریم شریفین کا پروانہ ملا تو روانگی سے پہلے آخری شب طلباء، اساتذہ اور انتظامیہ کے لئے اخلاقی، شرعی اور انتظامی ہدایات لکھ دیں جو طلباء اور انتظامیہ سبھی کے لئے جہاں ضابطہ اخلاق کی حیثیت رکھتا ہے وہیں آپ کی طلباء سے محبت و شفقت کی بھی دلیل ہے جیسا کہ صاحبزادہ ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری کو ہدایت فرمائی کہ:

”اگر بارش وغیرہ کسی سبب سے طلبہ کرام کھانا نہ کھا سکیں تو ابو الفضل قطعاً نہ کھائیں۔“ (مکمل ہدایت نامہ حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ ص ۳۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔)

یوں ہی سفرِ حریم کے دوران بار بار طلباء کا حال دریافت فرماتے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی تاکید فرماتے، پہلے سفرِ حریم کے موقع پر ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ”طلبائے کرام کو، خط ملتے ہی حلوا کھلا دیں۔“ ایسے ہی علمی و جسمانی غذاؤں کے کفیل علما کی بنا پر اغیار کی ریشہ دوانیوں کے باوجود ہر دور میں مدارس اسلامیہ طلبائے دین سے پُر دکھائی دیتے ہیں۔

فتاویٰ نویسی: آپ کی شخصیت کا سب سے غالب وصف مفتی و فقیہ ہونا تھا، فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے، ملک و بیرون ملک سے لوگ مسائل کے حل کے لئے آپ کی

طرف رجوع کرتے تھے، عوام الناس کے علاوہ علمائے کرام اور مفتیان عظام کی ایک بڑی تعداد بھی طلبِ فتویٰ کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتی تھی جن میں شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ الحدیث غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ القرآن حضرت مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سر فہرست ہیں۔

ایک مفتی عالم کے لیے ضروری ہے کہ اعتقادات میں متضرب ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا دل صاحبِ شریعت ﷺ کی پختہ محبت سے معمور ہو، تحقیق مسائل میں نفسانیت سے بالاتر ہو کر جو یائے حق ہو، فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ کے مطالعہ سے صاحبِ فتاویٰ کی ایسی ہی شخصیت سامنے نکھر کر آتی ہے۔ فتاویٰ نوریہ کی چھ ضخیم جلدیں آپ کے تبحر علمی، وسعت نظری، عمیق مشاہدے، قوت استدلال، صلابت رائے، جدت فکر اور فقہی بصیرت کا بین ثبوت ہیں۔

حیاتِ انسانی کو ارتقا لازم ہے، پہلے اس کی رفتار سست تھی لیکن بیسویں صدی تک پہنچتے پہنچتے ارتقا کو بھی پر لگ چکے ہیں، نوع بہ نوع ایجادات نے جہاں حیاتِ انسانی کے لئے آسانی پیدا کی ہے وہیں آسمانی ہدایت کے پیروکاروں کے لئے پریشانیاں بھی بڑھائی ہیں ایسے میں ہر جدت کو حرام و کفر کے گڑھے میں پھینکنے یا بنا تحقیق جائز قرار دینے کے بجائے اعتدال کی راہ اپنانا ہوگی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ میں یہ وصف بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے، جسٹس شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت کا علم و حلم و ورع و تقویٰ، فقاہت و اجتہادِ مسلمہ امور ہیں لیکن جس امر نے مجھے فکری اعتبار سے ہمیشہ ان کے قریب رکھا ہے وہ حالاتِ حاضرہ کے جدید تقاضوں کا گہرا شعور اور مسائلِ عصریہ کا مجتہدانہ حل پیش کرنے کی اعلیٰ ترین صلاحیت کا ان میں موجود ہونا ہے۔“

ملی خدمات: ایک حساس علمی شخصیت کبھی بھی اپنے گرد و پیش کے مسائل سے غافل نہیں رہ سکتی، فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی جامع الصفات شخصیت بھی بہترین مدرس، منتظم، نعت گو شاعر، بلند پایہ محقق اور ژرف نگاہ مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ علمِ سیاست سے بھی بہرہ ور تھی، فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملک و ملت کی زبوں حالی کو

سنجیدگی سے محسوس کرتے ہوئے اس کے حل کے لئے کوشاں رہتے، آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء میں شرکت سے لے کر تحریک پاکستان کے کامیابی سے ہم کنار ہونے تک اپنی تقاریر کے ذریعے مخالفین پاکستان کی یورش اور نظریاتی یلغار کو روکنے میں بہت نمایاں کردار ادا کیا، قیام پاکستان کے بعد آپ کا دارالعلوم مہاجرین کا کیمپ بن گیا جہاں آپ نے میزبان بن کر مہاجرین کا استقبال کیا اور قیام و طعام کی سہولتیں مہیا کرنے میں کوشاں رہے۔ جہاد کشمیر میں غازی کشمیر سید ابوالحسنات (۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء) کے ہم رکاب رہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں بھرپور حصہ لیا اور علما و عوام کے شانہ بشانہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ایک سال قید بامشقت کی سزا سنائی مگر تین ماہ بعد رہا کر دیے گئے۔ ۱۹۴۸ء میں ملتان میں جمعیت علمائے پاکستان کی تشکیل ہوئی تو اس اجلاس میں حضرت بھی شریک ہوئے۔ آپ جمعیت کے اساسی ارکان میں سے تھے، اور جمعیت کی مجلس عاملہ و شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں مثالی کردار ادا کیا، ۱۹۷۸ء میں جماعت اہل سنت پاکستان کا سینئر نائب صدر مقرر کیے گئے آخر عمر تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

معاصرین کی نظر میں: مفتی اعظم مولانا ابوالبرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو فقیہ زماں، محدث دوراں، فقیہ العصر، فقیہ النفس، مفتی اعظم اور فقیہ اعظم جیسے القابات سے یاد کرتے تھے، جبکہ استاذ العلماء عطا محمد بندیا لوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”مجدد وقت“ اور شیخ القرآن عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”آیت من آیات اللہ“ قرار دیا۔

سفر حریمین: ۱۹۶۰ء میں پہلی بار حج و زیارت مدینہ طیبہ سے مشرف ہوئے، پھر مسلسل اس سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے، محتاط اندازے کے مطابق ۲۱ مرتبہ حریمین شریفین کی حاضری سے مشرف ہوئے۔

تصانیف: تدریسی و انتظامی اور مسلکی مصروفیات کے باوجود آپ نے فقہ اسلامی کے دائرۃ المعارف چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل فتاویٰ نوریہ کے علاوہ کم و بیش اٹھائیس تصانیف یادگار چھوڑیں، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

حواشی صحیح بخاری (عربی)، حواشی صحیح مسلم (عربی)، حواشی سنن ترمذی (عربی)، فوائد ظہوریہ حواشی شرح جامی (عربی) یہ سب غیر مطبوعہ ہیں۔ نعمائے بخشش المعروف دیوان نور

(نعتیہ دیوان)۔

پیشِ حق حاضری: یکم رجب المرجب ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۵ اپریل ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک دوپہر ایک بجے آپ کا وصال ہوا، اگلے روز ۱۶ اپریل بروز ہفتہ غزالیٰ زماں حضور سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے مشرقی حصہ میں آپ کا روضہ مبارک مرجعِ خلافت ہے۔

خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادر گرامی خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قطعہ تارخ کہا:

آں ابوالخیر زبدۂ اخیر
تاج دارِ ولایت عرفاں
بود اندر علوم کوہِ وقار
در دیارِ علوم دیں سردار
فخر آں بود چوں کہ ”نور اللہ“
مرقدِ اوست، ”مظہر انوار“

فتیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مختصر تذکرہ صاحبزادہ محب اللہ نوری کے مضمون ”فتیہ اعظم“ اور کتاب ”فتیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ“ و ”تعارف علمائے اہل سنت“ سے لیا گیا ہے۔



تقدیم

تمام تعریفیں اس رب العالمین کے لئے جس نے تاقیامت انسانوں کی رہنمائی کے لئے قرآن مجید نازل فرمایا، درود و سلام ہو نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ پر جنہیں خداوندِ عالم نے اپنی آخری کتاب کا شارح مقرر کرتے ہوئے حکمت (حدیث) عطا فرمائی اور آپ کی آل و اصحاب پر جنہوں نے ان دونوں امانتوں متن و شرح (قرآن و حدیث) کو پوری ذمہ داری اور دیانت داری سے امت مصطفویٰ تک پہنچایا۔

اللہ جل مجدہ نے نبی کریم ﷺ کو معلم کتاب و حکمت بنا کر بھیجا ہے یعنی آپ قرآن (کتاب) اور حدیث (حکمت) کی تعلیم دیتے ہیں۔ یوں ہی آپ ﷺ کو منصبِ تبیین عطا فرمایا گیا ہے کہ آپ قرآن مجید کی تشریح و توضیح فرماتے ہیں اس اعتبار سے آپ کی احادیث طیبات متن قرآنی کے لئے شرح و تفسیر کے قائم مقام ہوئیں لہذا مسلمانوں کو فلاحِ اخروی یا دنیوی کے لئے قرآن و حدیث دونوں سے استفادہ لازم ہے کسی بھی ایک کے نام پر دوسرے سے بے اعتنائی کی گنجائش نہیں ہے۔ تمام آسمانی ادیان میں اسلام اس حوالے سے ممتاز و منفرد دکھائی دیتا ہے جس نے نوعِ انسانی کی ہدایت کے جو نسخہٴ اکسیر بشکل قرآن مجید دیا تھا وہ بغیر کسی تبدیلی و تحریف کے انسانوں کے پاس موجود ہے اور اس انفرادیت و امتیاز میں یہ بات بھی اضافے کا باعث ہے کہ مہبط قرآن نبی آخر الزمان ﷺ کی حیات طیبہ جو کہ بحکم ربانی انسانوں کے لئے اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے کا ہر گوشہ یونہی ہر قول و فعل بھی محفوظ و مامون ہے۔

قرآن و حدیث باہم ایسے ہی لازم و ملزوم ہیں جیسے کہ کلمہ طیبہ میں توحید و رسالت لہذا صرف وہی قرآنی فہم حق و صواب ہو گا جو نورِ احادیث طیبات سے منور ہو کیونکہ قرآن کے معانی و مفہام اسلامی اصطلاحات اور مسلماتِ دینیہ کی روشنی میں طے کئے جائیں گے اور یہ اصطلاحات و مسلمات احادیث طیبات سے ہی ماخوذ ہوں گی۔ استثنائی فکر سے مرعوب مسلم مفکرین نے جن نظریات و اعمال میں جمہور سے کراہت راہ اختیار کی ہے انہی میں سے ایک انکارِ حدیث بھی ہے جو بظاہر تو دعوتِ الی قرآن کی تحریک ہے لیکن اپنے باطن میں لا الہ الا اللہ کو

محمد رسول اللہ سے جدا کرنے اور اللہ و رسول کے مابین تفریق کا نام ہے۔

احادیث طیبات کی حجیت کا کسی بھی بنا پر انکار کرنا دین اسلام سے جہالت یا عداوت کے سوا کچھ بھی نہیں اور یہی انکار جب حُب قرآن کے نام پر کیا جائے عجیب مضحکہ خیز ہے کہ قرآن کریم میں تو رسول کریم کا مقام و منصب دستور ساز درج ہے جو کہ پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک کو حرام فرماتے ہیں تو مملکت الہی کے ہر شہری پر اس مرتبے کو تسلیم کرنا واجب ہے، قرآن کے بتائے ہوئے آئین پر ایمان لانے کے بعد احادیث طیبات کی حجیت کا انکار رسول کریم کے دستوری حق سے انکار ہے جو کہ دراصل اللہ و قرآن سے بغاوت و کفر ہے۔ یہ مفکرین اس سادہ سی بات سے جانتے بوجھتے یا انجانے میں صرف نظر کرتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ ایک عامی کو تفہیم دین اور تشریح قرآن کا حق حاصل ہو لیکن اس دین اور قرآن کو لانے والے پیغمبر کی حیثیت محض پیامبر اور قاصد کی ہو جس کے فرمودات و افعال کو دین سے کوئی تعلق ہی نہ ہو ﴿كَبُرَتْ كِبَرَةُ تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ﴾۔ دراصل جدید مفکرین کی دین کی من مانی تشریحات کی راہ میں احادیث طیبات رکاوٹ ہیں اس کے علاوہ چاہے احادیث کے باہمی ظاہری تناقض کو لے کر یا پھر صحاح ستہ کے مصنفین کے عجمی ہونے کی بنیاد پر احادیث کو غیر معتبر ٹھہرانا سب زیب داستاں ہے، فاضل شمسى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے سادہ انداز میں ان مفکرین کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں: ”علوم دینیہ کے مختلف اساس ہیں قرآن، سنت، فقہ، عقائد۔ ان میں سے عقائد کو یہ کہہ کر علیحدہ کر دیا کہ قدیم یونان کی فلسفیانہ باتیں ہیں جن کی موجودہ زمانے میں کوئی وقعت باقی نہیں رہی اس لئے اس اصول و بنیادی اعلامیہ کو علوم دینیہ سے قطعاً خارج کر دینا چاہئے۔ فقہ کا ذخیرہ اتنا وسیع ہے کہ سرسری مطالعہ سے ان تک رسائی ممکن ہی نہیں لہذا ان کو مسلمانوں کے نزاعی مسائل کا نام دے کر قوانین ملکی سے الگ کر دیا۔ اب دو بنیادی چیزیں رہ گئی تھیں ایک قرآن مجید دوسرے سنت رسول ﷺ۔ ان میں حدیثوں کے مجموعے اتنے زیادہ اور محنت طلب ہیں کہ اگر عالم دین بننے کے لئے بنیادی شرط قرار دئے گئے تو پھر سخت مشکل ہو گی۔ اور پھر علماء کی اہمیت اور ضرورت سے نجات نہیں ملے گی اور خود عالم بن کر نئے ماحول میں مقام بلند حاصل نہیں کر سکیں گے (تو) ایک قلم تمام حدیثوں کو من گڑھت اور طومار کہہ کر رد کر دیا۔“ (انوار حدیث، ص ۲۹، ۳۰، ۳۱) دین میں رخنہ اندازی کے خواہش مند

ہر ایک فتنہ باز کی طرح منکرین حدیث کا بھی وارثین انبیاء نے بروقت تحریر و تقریر کے لئے ذریعہ سد باب کیا، فقیہ اعظم حضرت نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ رسالہ ”حدیث الحبیب“ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی جس میں آپ نے قرآنی آیات کے ذریعے ہی احادیث طیبات کی حجیت ثابت کرتے ہوئے منکرین احادیث کے دعویٰ قرآن منہی کو قلع قمع فرمایا ہے، یہ رسالہ اولاً ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء میں انجمن حزب الرحمن کی جانب سے تین پمفلٹوں میں قسط وار شائع ہوا تھا، پھر اسی انجمن کی طرف سے اس کا دوسرا اور تیسرا ایڈیشن بالترتیب ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں نثار آرٹ پریس اور جسارت پریس لاہور سے شائع ہوا اور آخری بار یہ رسالہ فتاویٰ نوریہ جلد پنجم میں شامل کیا گیا تھا، اب جدید تخریج کے بعد یہ رسالہ آپ کے مطالعہ کی میز پر حاضر ہے، اللہ پاک مصنف، ناشر کے علاوہ اسے میرے لئے بھی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ اللہم آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ابن جیلانی ماتریدی

مکتبہ کنز الایمان، حاصل پور

ibnejilanimaaturidi@gmail.com

۱۵ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بمطابق ۰۴ ستمبر ۲۰۲۰ء

جَمِیْعَةُ اِشَادَةِ اِلِسْلَامِ پَکِسْتَان

بسم الله الرحمن الرحيم

لا اله الا الله محمد رسول الله

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

ہر وہ دل جو صدقِ دل سے یہ کلمہ پاک مانتا ہے، یقیناً جانتا ہے کہ اللہ رب العالمین کے بھیجے ہوئے سچے پیارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قول، فعل، راہ و رسم (جس کا نام سنت و حدیث) ہے ایمان داروں کے لئے آفتابِ ہدایت ہے اور ہر وہ شخص جو اس آفتاب کی نورانی کرنوں سے دور ہوا کبھی راہِ راست پر نہیں چل سکتا۔ یہ دعویٰ حقیقت ہے اور بالکل بے غبار ہے، اس کا ثبوت اتنا مضبوط ہے کہ کسی دلیل کا محتاج نہیں مگر اس نازک زمانے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سچی پیشین گوئیوں کے عین مطابق بدعت و بے دینی کی ہزار ہا خطرناک آندھیاں چل رہی ہیں، ہر طرف سے گمراہی کے سیلاب آرہے ہیں حتیٰ کہ یہ خطرناک طوفان بھی آگیا، کہا گیا کہ صرف قرآن ہی معتبر ہے وہی قابلِ قبول و عمل ہے اور حدیث کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی قابلِ قبول و عمل ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ ایسا کہنے والا کوئی ایک فرد نہیں بلکہ باقاعدہ ایک جماعت پیدا ہو گئی ہے جو پوری قوت سے یہ مہم چلا رہی ہے لہذا نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے بھولے بھالے بھائیوں کی حفاظت کریں اور اس ہیبت ناک طوفان سے بچانے کی کوشش کریں۔ اسی بنا پر یہ فقیر سراپا تقصیر اپنے پیارے بھائیوں کے لئے قرآن پاک کی روشنی میں ہی دلائل سے واضح کرتا ہے کہ قرآن پاک کی طرح حدیث پاک بھی معتبر اور قابلِ قبول و عمل ہے۔

دلیل نمبر ۱:

اللہ رب العالمین جل و علا فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ٥﴾ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٦ ذَلِكُمْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۰﴾^(۱)

ترجمہ: ”وہی ہے جس نے اُن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اِس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت و حکمت والا ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“ (سورۃ الجمعہ، پ ۲۸، ع ۱۱)

ان آیتوں سے واضح ہوا کہ تمام امت قرآن پاک سے بالکل بے خبر تھی کچھ نہیں جانتی تھی، حضور پاک صَلَّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بتلانے اور پڑھانے سے ہی امت نے قرآن کا قرآن ہونا جانا، حالانکہ حضور کا یہ بتلانا کہ یہ قرآن ہے، حدیث ہے تو روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حدیث کے ماننے اور اعتبار سے ہی قرآن کریم کا قرآن ہونا ثابت ہوتا ہے تو جو حدیث کا اعتبار نہ کرے وہ قرآن کا کبھی اعتبار نہیں کر سکتا اور یہ بھی واضح ہوا کہ حضور پاک قرآن کریم کا علم عطا کرتے ہیں، اِس کی تفسیر اور تشریح کرتے ہیں اور یوں نہیں کہ صرف تلاوت آیات کر دیں اور سمجھائیں نہ بلکہ حضور پُر نور صَلَّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سمجھانے کے بغیر قرآن کریم سمجھا ہی نہیں جاسکتا (چنانچہ آگے دلیل دوم میں اس کی تفصیل آرہی ہے) اور یہ سمجھانا حضور کے اپنے پیارے پیارے بولوں میں ہے جن کو حدیث کہا جاتا ہے اور جب حدیث کے بغیر قرآن کریم سمجھ نہیں آتا تو اس پر عمل کیسے ہو؟ تو معلوم ہوا کہ حدیث پر عمل کرنے سے ہی قرآن پر عمل ہو سکتا ہے لہذا حدیث بھی معتبر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور امت کو پاک کرتے ہیں اور یہ پاک کرنا وعظ و نصیحت سے ہے جو صرف تلاوت آیات ہی نہیں بلکہ حضور پاک اپنے اقوال سے بھی وعظ و نصیحت کرتے تھے ورنہ علیحدہ تزکیہ کا ذکر نہ ہوتا تو ثابت ہوا کہ حدیث بھی معتبر ہے اور پاکیزہ بنانے والی ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ حضور الکُتُب (قرآن کریم) کے علاوہ

(۱)۔۔: [پ ۲۸، ع ۲، ۴، ۳]

حکمت بھی تعلیم فرماتے ہیں اور حکمت حدیث ہی ہے کہ قرآن کریم اور حدیث پاک کے علاوہ حضور نے کوئی اور تعلیم دی ہی نہیں تو بڑی وضاحت سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم کی طرح حدیث بھی معتبر ہے ورنہ معاذ اللہ یہ کہنا پڑے گا کہ حضور کی وہ تعلیم جس کے بغیر انسان کھلی ہوئی گمراہی سے باہر نہیں آسکتا، اس تعلیم کا کوئی اعتبار نہیں، اللہ تعالیٰ پناہ دے! اور یہ بھی واضح ہوا کہ جس طرح امت کا پہلا حصہ حضور سے فیض یاب ہوا یونہی ان سے پیچھے آنے والے قیامت تک سب ہی حضور سے فیض یاب ہو رہے ہیں تو صاف صاف معلوم ہوا کہ جس طرح پہلی امت کے لئے حدیث کا ماننا ضروری تھا یونہی قیامت تک بعد میں آنے والی امت پر ہر زمانہ میں حدیث کا ماننا ضروری ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ جس طرح حضور کی تلاوت آیات اور تعلیم کتاب فضل اللہ ہے اسی طرح حضور کا تزکیہ امت اور تعلیم حکمت جو حدیث ہے، بلاشبہ فضل اللہ ہے اور اس فضل سے وہی قسمت والا نوازا جاتا ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حبیب پاک کی غلامی کے لئے پسند فرمалیتا ہے۔

حضرت رب العالمین جل وعلا کے اس احسان عظیم اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی (۱) ان اوصافِ جلیلہ تلاوت قرآن پاک، تزکیہ امت، تعلیم کتاب و حکمت کا ذکر اور بھی کئی آیتوں میں ہے، دیکھو! پارہ (۲) اول رکوع ۱۵ اور پارہ (۳) دوم رکوع ۲ اور

(۱)۔۔: [کے]

(۲)۔۔: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (البقرة، آیت: ۱۲۹) ترجمہ: ”اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب سترہ فرمائے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔“ (نوری [پ ۱، البقرة: ۱۲۹])

(۳)۔۔: ﴿كَمَا أَوْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة، آیت: ۱۵۱) ”جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔“ (نوری [پ ۲، البقرة: ۱۵۱])

دلیل نمبر ۲، ۳:

پارہ ۲۹ رکوع ۷ میں ہے:

﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيِّنَاتَهُ﴾ (۲)

(ترجمہ) ”پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے“

قرآن کریم پارہ ۵ رکوع ۱۳ میں ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَادَ اللَّهُ﴾ (۳)

(ترجمہ) ”اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں

فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے۔“

نیز پارہ ۱۴ رکوع ۱۲ میں ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (۴)

(ترجمہ) ”اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار (کتاب پاک) اتاری کہ

تم لوگوں سے بیان کرو جو ان کی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں۔“

پہلی دو آیتوں سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے لئے اپنی کتاب پاک کے معنی اور مطلب دکھائے اور بیان فرمادیئے پھر دوسری اور تیسری آیت سے واضح ہوتا ہے کہ حبیب پاک ﷺ قرآن کریم کے ان معنوں اور مطلوبوں میں سے جو جو امت کے لئے ضروری ہیں، بیان فرماتے ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ

(۱)۔: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ ﴿آل عمران آیت ۱۶۴﴾ ترجمہ: ”بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“ نوری [پ ۴، آل عمران: ۱۶۴]

(۲)۔: [پ ۲۹، التیامہ: ۱۹]

(۳)۔: [پ ۵، النساء: ۱۰۵]

(۴)۔: [پ ۱۴، النحل: ۴۴]

قرآن کریم کے معنی اور مطلب کس قدر زیادہ ہیں۔ اس کے متعلق خود قرآن کریم سے ہی واضح ہوتا ہے کہ اس میں ذات پاک اور صفات جلال و جمال کا روشن بیان ہے اور تمام مخلوقات کے ذرہ ذرہ کا تفصیل وار پورا پورا علم ہے چنانچہ پارہ ۱۱ کو ع ۹ میں ہے:

﴿وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَلَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾^(۱)

”اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ کے اتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے، سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے۔“

اور پارہ ۱۳ کو ع ۶ میں ہے:

﴿مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَلَىٰ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ مُّؤْمِنُونَ﴾^(۲)

”یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔“

اور پارہ ۱۴ کو ع ۱۸ میں ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ﴾^(۳)

”اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت ہے اور بشارت مسلمانوں کو۔“

اب وہ لوگ جو حدیث پاک کا اعتبار نہیں کرتے بتائیں کہ کیا انہیں ہر ہر چیز کا تفصیلی علم قرآن پاک سے اپنے آپ حاصل ہو جاتا ہے؟ کیا وہ حدیث پاک کی مدد کے بغیر کسی گزشتہ چیز کی تفصیل بتا سکتے ہیں یا آئندہ کی یا ایسی موجودہ چیز کا بیان کر سکتے ہیں جو پوشیدہ ہے؟ کیا انہیں قرآن کریم کی کسی آیت سے ہوائی جہاز، ریل گاڑی، ایٹم بم وغیرہ

(۱)۔۔: [پ ۱۱، بونس: ۳۷]

(۲)۔۔: [پ ۱۳، الرعد: ۱۱۱]

(۳)۔۔: [پ ۱۴، النحل: ۸۹]

وغیرہ نو ایجادات چیزوں کی تفصیل معلوم ہے؟ ہرگز نہیں حالانکہ حدیثوں میں سب چیزوں کا تفصیلی علم ذکر ہو چکا ہے۔

مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (مروی) ہے:

«قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یكون فی مقامه ذلك إلى قیام الساعة إلا حدث به حفظه من حفظه ونسیه من نسیه»^(۱)
 ”یعنی حضور پاک نے ایک مقام میں ہی اس وقت سے قیامت کے قائم ہونے تک تمام چیزوں کا علم بیان کر دیا، جسے یاد رہا اور جو بھول گیا بھول گیا۔“

اسی صفحہ کی دوسری روایت ابو زید میں ہے:

«صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فأخبرنا بما كان وبما هو كائن فأعلمنا أحفظنا»^(۲)

”یعنی ہمیں حضور ﷺ نماز فجر پڑھا کر منبر پر جلوہ گر ہو کر خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہوا تو اتر کر ظہر پڑھا کر منبر پر جلوہ گر ہوئے، پھر خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہوا تو اتر کر عصر پڑھا کر خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اس دن حضور نے ہمیں تمام ان چیزوں کی جو ہو چکی ہیں یا آئندہ ہونے والی ہیں، سب کی خبر دے دی تو ہمارا (صحابہ کرام کا) زیادہ علم والا وہ ہے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔“

اور بخاری شریف ج ۱ ص ۴۵۳ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

«قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل

(۱)۔: [صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب اخبار النبی ﷺ فیما یكون الی قیام الساعة، حدیث: ۴۶۳، ص ۱۱۸۳]

(۲)۔: [صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب اخبار النبی ﷺ فیما یكون الی قیام الساعة، حدیث: ۴۶۵، ص ۱۱۸۳]

أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه»^(۱)

”یعنی حضور پاک نے صحابہ کرام میں کھڑے ہو کر ابتدائے خلق سے لے کر اس وقت تک بیان فرما دیا کہ بہشتی اپنے مکانوں میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی اپنے مکانوں میں، یہ بہت بڑا بیان یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔“

اس حدیث میں قیامت قائم ہونے سے آئندہ چیزوں کے بیان کا اضافہ بھی ہے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں اپنے اپنے مکانوں میں اختتام قیامت کو پہنچیں گے حالانکہ وہ دن پچاس ہزار سال کا ہو گا۔

حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”اگر میں چاہوں تو صرف سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ لا دوں۔“^(۲)، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ”اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو اسے قرآن پاک سے ضرور پالیتا ہوں۔“^(۳)

اس قسم کے بیانات صحابہ کرام، اولیائے عظام اور ائمہ دین سے بکثرت منقول ہیں مگر ان لوگوں کو جو حدیث کی روشنی سے بے نیاز بنتے ہیں اور چیزوں کا علم تو کیا آتا نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ ارکان و اعمال شرعیہ کا علم ہی حاصل نہیں ہو سکتا۔

صلوٰۃ کے لغوی معنی کئی ہیں جن میں سے ایک ”دعا“ ہے، صلوٰۃ کا یہ معنی جسے نماز کہتے ہیں اور رکن اسلام ہے وہ صرف لغت عرب سے معلوم نہیں ہو سکتا، یونہی زکوٰۃ کا لغوی معنی شرعی معنی کی وضاحت نہیں کر سکتا اور ایسے ہی صوم و حج، ان الفاظ کے وہ معنی جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں ان کا پورا پورا بیان اور وضاحت حضور پاک ﷺ کی قوی، فعلی اور تقریری حدیثوں میں ہی ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہے ہی نہیں لہذا حضرت رب العالمین جل وعلا نے قرآن کا بیان اور تشریح و تفسیر اپنے حبیب پاک

(۱)۔: [صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ﴾، حدیث: ۳۱۹۲/۲، ۳۷۵/۲]

(۲)۔: احیاء علوم الدین، ۲۹۶/۱، الاتقان فی علوم القرآن، ۱۸۶/۲۔ نوری

(۳)۔: الاتقان فی علوم القرآن، ۱۲۶/۲۔ نوری

کے سپرد فرمائی جس کی وضاحت آیات مذکورہ سے ہو رہی ہے۔

صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج نیز کئی اور کلمے بھی ہیں جن کے معانی اللہ رب العالمین نے خاص خاص مقرر کر دیئے ہیں اور اپنے پیارے حبیب کے لئے ظاہر کر دیئے ہیں کہ وہ امت کو سمجھا دیں تو اگر کوئی حبیب پاک سے بے نیاز ہو کر خود سوچنے بیٹھے تو کیا سوچ سکتا ہے اس کی ایک عام مثال ہمارے روزہ مرہ کے معمولات میں ذکر کی جاتی ہے:

ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے چار لڑکے عطا فرمائے، اس نے غلام رسول، غلام نبی، غلام مصطفیٰ، غلام محمد چار نام مقرر کر لئے، اب دوسرے لوگ اس کے بتائے بغیر یہ تمیز نہیں کر سکتے کہ غلام رسول، غلام نبی وغیرہ کون کون ہیں، لغوی معنی کے لحاظ سے تو چاروں لڑکے ہی غلام رسول ہیں اور غلام نبی بھی کہ لغت کے لحاظ سے یہ چاروں نام ہم معنی ہیں اور صرف وہی چار لڑکے نہیں بلکہ سارے مسلمان غلامانِ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ہاں! اگر وہ شخص جس نے یہ نام مقرر کئے ہیں خود بتا دے کہ میرا یہ لڑکا غلام رسول اور یہ غلام نبی ہے یا کسی اور شخص کو مقرر کر کے کہے کہ میں نے اس کو تفصیل سے نام بتا دیئے ہیں اور لوگ اس سے دریافت کر لیں تو اس دوسرے شخص کا فیصلہ ہی قابل قبول ہو گا۔ اس صورت میں کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم اس کی ہدایت کے بغیر اپنے آپ ہی لغوی لحاظ سے مقرر کر سکتے ہیں اور یونہی ہنرمند لوگ اپنے اپنے اوزاروں ہتھیاروں کے نام مقرر کر لیتے ہیں ان کا علم محض زور لغت سے نہیں آ سکتا۔

اس قسم کی صدا ہماثلیں ہیں تو جب انسان اپنے جیسے انسان کے مقرر کردہ الفاظ کے معنی اپنے آپ معلوم نہیں کر سکتا تو حضرت رب العالمین جل و علا کے مقرر کردہ معانی کیونکر اپنے آپ معلوم کر سکتے ہیں لہذا ہم حضور پر نور ﷺ کے محتاج ہیں کہ اللہ رب العالمین نے ہمیں ان کا پاک در ہی بتایا ہے پھر چونکہ ہم لوگوں نے حضور کا زمانہ نہیں پایا لہذا صحابہ کرام اور ائمہ دین اور علمائے اسلام کے بھی محتاج ہیں کہ حضور پاک ﷺ کی حدیث اور تعلیم ان واسطوں سے ہم تک پہنچی ہے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں خارجیوں نے بڑا شور برپا کیا تھا اور جس طرح آج کل کے کچھ لوگ قرآن پاک کا بہانہ بنا کر حدیث کو بے اعتبار بتاتے ہیں

یونہی وہ خارجی بھی قرآن پاک سے ﴿ان الحكم الا لله﴾^(۱) (نہیں حکم مگر اللہ کے لئے) پڑھ کر صحابہ کرام کے فیصلوں کو بے اعتبار بتانے لگے۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولا علی نے کچھ خارجی جمع کئے کہ قرآن پاک سے ہی فیصلہ کرالیں، آپ نے مجمع کے درمیان میز پر قرآن پاک رکھوالیا اور بار بار دونوں ہاتھوں میں قرآن پاک لے کر کہنے لگے کہ اے قرآن فیصلہ کر! اے قرآن فیصلہ کر! وہ خارجی حیران ہو کر کہنے لگے: حضرت! قرآن کریم بولا نہیں کرتا تو آپ نے فرمایا جو تمہارے ساتھ بولتا نہیں یعنی تمہیں اپنے معانی و مطالب سمجھاتا نہیں اس کا فیصلہ مانگا کرتے ہو اور جو ازادان قرآن بول کر فیصلہ سنائے اس کا فیصلہ مانتے نہیں ہو یعنی تم عجیب نادان ہو، علم قرآن پاک تو حسب قاعدہ حضور پاک اور ان سے لے کر صحابہ کرام نے ہی بیان کرنا ہے، آخر قرآن پاک نے ہی حکم دیا ہے فَسْئَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ^(۲) (پ ۱۷۱) (ترجمہ) ”تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔“

اس سے صاف صاف ثابت ہوا کہ حضور پاک ﷺ اور حضور کے وارثانِ علوم شریعہ صحابہ کرام اور ائمہ دین اور علماء و محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہی کی تشریح و تفسیر کا اعتبار ہے اور قابل قبول و اعتبار ہے، تب ہی تو بے علموں کو حکم دیا جاتا ہے کہ علم والوں سے پوچھو۔

بفضلہ تعالیٰ یہ آیت پاک بھی ایک واضح دلیل ہے قبول و اعتبار حدیث کی تو اسے ”دلیل سوم“ شمار کیا جائے۔

دلیل نمبر ۴، ۵:

قرآن کریم میں ہے: ﴿وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ

(۱)۔۔: [پ ۷۰، الانعام: ۵۷، پ ۱۲، یوسف: ۶۷، ۶۸]

(۲)۔۔: [پ ۱۴، النحل: ۴۳]

تَعْلَمُ ۖ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿۱﴾

”اور اللہ نے تم پر کتاب و حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بڑا فضل ہے۔“ (پ ۵۷: ۱۴)

نیز فرمایا: ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ ﴿۲﴾

”اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔“ (پ ۶۰: ۶)

نیز فرمایا: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ ﴿۳﴾

”بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان رحمت کرنے والے۔“ (پ ۱۱: ۵)

نیز فرمایا: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ﴿۴﴾

”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔“ (پ ۱۷: ۷)

نیز فرمایا: ﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ ﴿۵﴾ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ ۖ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿۵﴾

”اور بے شک تم ضرور تم سیدھی راہ بتاتے ہو اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔“ (پ ۲۵: ۶)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ حضور پاک ﷺ کو تمام ظاہر و پوشیدہ علم حاصل ہیں اور ہیں بھی وہ سارے علم صحیح اور پختہ کہ اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل سے حاصل ہوئے

(۱)۔۔ [النساء: ۱۱۳]

(۲)۔۔ [پ ۳۰، التکویر: ۸۱]

(۳)۔۔ [پ ۱۱، التوٰیہ: ۱۲۹]

(۴)۔۔ [پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۸]

(۵)۔۔ [پ ۲۵، الشوری: ۵۳]

ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ان خداداد علموں میں سے امت کو بھی فیض پہنچاتے ہیں اور بخل نہیں کرتے اور وہ ہیں بھی بڑے مہربان، سرپا رحمت، بڑی بھلائی چاہنے والے، ہمارا مشقت میں پڑناؤں پر گراں ہے تو روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ آپ جن جن چیزوں سے روکتے ہیں، وہ سب چیزیں نقصان رساں ہیں اور ہماری مشقت اور دنیا یا آخرت کی تباہی کا سبب ہیں اور ہر وہ کام جس کے کرنے کا حکم دیتے ہیں یا ہر وہ غیبی خبر جس کی اطلاع دیتے ہیں اس میں ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

اگر معاذ اللہ ان کا علم صحیح نہ ہو تا یا ہماری طرح غیب نہ جانتے تو احتمال ہو تا کہ شاید غلط بتا دیا ہو یا یہ احتمال ہو تا کہ چونکہ غیب کا علم نہیں جانتے لہذا صرف اس وقت والوں کے لئے ہی حکم دیا ہو اور اگر سرپا رحمت نہ ہوتے تو احتمال ہو تا کہ شاید کوئی نافع کام نہ بتایا ہو یا کسی نافع کام سے روک دیا ہو مگر جب وہ بفضلہ تعالیٰ ذرہ ذرہ کا صحیح علم رکھتے ہیں اور علم غیب بھی جانتے ہیں اور ہیں بھی سرپا رحمت ہی رحمت، بڑی بھلائی چاہنے والے تو ایسا کوئی احتمال قطعاً نہیں ہو سکتا لہذا ان حدیثوں پر عمل و اعتقاد کرنا فائدہ ہی فائدہ ہے اور صراطِ مستقیم پر چلنا ہے کہ وہ تو ہدایت ہی صراطِ مستقیم کی کرتے ہیں جو اللہ رب العالمین تک پہنچانے والا راستہ ہے اس لئے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں روزانہ پجنگانہ فرض، وتر، سنت و نفل میں یہ دعا کیا کریں کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾^(۱) کہ یا اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت پر ثابت قدم رکھ کہ وہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا ہے نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔“

تو بڑی وضاحت سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم اور حدیث پاک پر عمل و اعتقاد نہایت ضروری اور باعثِ ہدایت و انعام ہے اور قرآن و حدیث دونوں سے یا صرف قرآن کریم سے یا صرف حدیث شریف سے دور ہو جانا گمراہی اور سببِ غضبِ الہی ہے اور دونوں جہانوں کی بربادی اور تباہی ہی ہے، اس دعا: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ صراط

(۱)۔۔: [پ، الفاتحہ: ۵]

الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿١﴾
 کے پڑھنے کا حکم دینا اور ہر مسلمان کا بالاتفاق پڑھنا بجائے خود ایک مستقل دلیل
 ہے حدیث پاک کے معتبر اور مقبول ہونے کی لہذا اسے ”دلیل پنجم“ شمار کیا جائے۔

تنبیہ

صراطِ مستقیم اللہ تعالیٰ کا راستہ بھی ہے جیسے پہلی آیت میں گزرا اور ان لوگوں کا
 راستہ بھی ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا جیسے اس دعا میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا
 راستہ اس طرح ہے کہ اس کا راہی اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرتا ہے اور اس کی بے
 مثل نزدیکی سے نوازا جاتا ہے اور انعام یافتہ لوگوں کا راستہ اس طرح ہے کہ وہ اس راستہ
 پر چلتے ہیں اور اپنے رب جل و علا کے خصوصی انعامات حاصل کیا کرتے ہیں جیسے خود
 حضور پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول بھی ہیں اور ہمارے رسول بھی، اللہ تعالیٰ نے
 ان کو بھیجا ہے تو وہ اس کے رسول ہیں اور ہماری طرف بھیجا ہے اور ہمیں ان کی پیروی کا حکم
 دیا ہے تو وہ ہمارے رسول ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحبہ وسلم قدر حسنہ و جمالہ وجودہ و نوالہ۔

دلیل ۶:

ہمارے پیارے حبیب پاک ﷺ کی پیاری پیاری باتیں اور پیارے پیارے
 اصلاحی حالات جن کا نام حدیث ہے یقیناً ہماری بھلائی اور بہتری دارین اور حقیقی راہنمائی
 پر مشتمل ہیں ان کی خلاف ورزی تباہی و بربادی کا باعث ہے اس مدعا پر حضرت رب
 العالمین جل مجدہ کا ارشاد پاک ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنْ أَزْزَلْنَاكَ شَهَدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا
 ۱۵﴾ وَ دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَ سِرًا جَا مُبِيرًا ﴿۱۶﴾ وَ بَشِيرًا مُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا
 کبیرًا ﴿۱۷﴾ (۲)

”اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر

(۱)۔۔: الفاتحہ آیت ۵ تا ۷۔ نوری۔ [پ ۱، الفاتحہ: ۵، ۶، ۷]

(۲)۔۔: الاحزاب آیات ۴۵ تا ۴۷۔ نوری [پ ۲۲، الاحزاب: ۴۵ تا ۴۷]

اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلاتا اور جگمگادینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔“
ان تین آیتوں کا مضمون متعدد اور آیتوں سے بھی ثابت ہے، یہ آیتیں کئی وجوہ سے دلیل ہیں:

(۱)... اللہ کے بھیجے ہوئے ہونے کا صاف صاف تقاضا ہے کہ ان کی ہر بات مانی جائے کہ بھیجا ہوا سچا وہی ہوتا ہے جو بھیجنے والے کی رضا بتائے۔

(۲)... حاضر و ناظر (شاہد) ہونا بھی نبی ہونے کی طرح دلیل ہے کہ آپ اپنی تمام امت کے تمام حالات اور ہر قسم کے نفع نقصان سے پورے پورے باخبر ہیں اور چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، قیامت تک پیدا ہونے والے لوگ سب آپ کے ہی امتی ہیں اور آپ سب کے لیے نبی اور حاضر و ناظر ہیں تو جو کچھ بھی فرمایا ہمارے تمام حالات دیکھتے ہوئے فرمایا اور جس چیز کا حکم دیا وہ ہمیں مفید اور جس سے منع کیا وہ ہمیں مضر ہے اور اسی پر حضور کی صفات مبشراً (خوشخبری دیتا) و نذیراً (اور ڈر سنا تا) دلالت کرتی ہیں۔

(۳)... مبشراً و نذیراً ہونا چاہتا ہے کہ آپ کی ہر بات بشارت (خوشخبری) کی حامل ہوتی ہے یا نذار (ڈرانے) کی تو لا محالہ اس پر عمل پیرا ہونا فائدہ ہی فائدہ ہے، اگر حدیث پر عمل کرتے ہوئے وہ کام کیا جس پر بشارت ملے تو فائدہ ظاہر اور اگر حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس کام سے بچا جس پر اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب ہوتا ہے تو پھر بھی فائدہ ظاہر کہ عذاب سے بچ جانا بھی بڑا مفید ہے۔

(۴)... داعی الی اللہ ہونا واضح طور پر بتاتا ہے کہ حضور کی ہر بات پر عمل کرنے سے آدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرتا ہے اور اس بارگاہ بے کس پناہ کی رسائی ہی اصل مقصود ہے۔

(۵)... سَمِیعًا مُّنِیْدًا (جگمگادینے والا آفتاب) ہونے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی محبت بھری تعلیم سے حق و باطل واضح فرما دیا ہے اور حقیقی کامیابی کے تمام سر بستہ راز جو جہالت کی گھٹا ٹوپ اندھیروں سے چھپے ہوئے تھے، سب ظاہر فرما دیئے تو جو اس حقیقی آفتاب کی ہمہ گیر روشنی سے فائدہ اٹھائے وہی کامیاب ہے اور ہر وہ شخص جو اس کی

پاک کرنوں (حدیثوں) سے گریز کرے تو اس کے لیے دو جہاں میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور اسی لیے تو فرمایا ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا﴾^(۱) (ایمانداروں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے) کہ اس نے انہیں اپنے پیارے حبیب کے نقش قدم پر چلنے اور اس حقیقی آفتاب کی ضیاء پاشیوں سے بہرہ ور ہونے (حدیثوں پر عمل کرنے) کی توفیق بخشی اور جلیل القدر انعامات کا حقدار بنادیا ہے۔

(۶)۔۔۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ ﴿بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ بھی ایک مستقل دلیل ہے تو اس چھٹی دلیل کے ضمن میں چھ دلیلیں ہیں۔

نوٹ: جس طرح ظاہری آفتاب سے ماہتاب اور ستارے اس وقت روشنی پھیلاتے ہیں جب سورج پردہ پوش ہو جاتا ہے اسی طرح یہ حقیقی آفتاب رسالت مآب بھی جب پردہ پوش ہوئے تو صحابہ کرام اور تابعین، امان دین اور علما و اولیائے کرام اسی کا نور پھیلا رہے ہیں اور جیسے کہ چاند اور ستاروں کا رات میں جگمگانا سورج کے وجود اور باقاعدہ زندگی و تابندگی کی دلیل ہے یونہی شریعتِ حقہ کی روشنی اور علما و اولیائے کرام و مشائخ کرام کی ضیاء پاشیاں اس آفتابِ نبوت کی زندگی و تابندگی کی صریح دلیل ہیں بلکہ ان کے پردہ پوش ہونے کا معنی ہی یہ ہے کہ وہ صرف اہل دنیا اور عوام سے پردہ پوش ہیں نہ یہ کہ بزرگانِ دین، اولیائے عظام اور جلیل القدر علمائے کرام سے بھی پوشیدہ ہیں۔ وہ بزرگانِ دین تو ہمیشہ ہی ان کی زیارت کرتے اور فیض لیتے ہیں اور لے کر عوام الناس کو بھی پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ ظاہری سورج بھی اہل دنیا ہی کی نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے ورنہ چاند ستارے تو اس کے نظارے کرتے ہی رہتے ہیں اور اس سے روشنی لے کر دنیا والوں کو روشن کرتے رہتے ہیں۔

دلیل نمبر ۷:

یہ دلیل مجموعہ آیات ہے:

(۱)۔۔۔ [پ ۲۲، الاحزاب: ۷۷]

(۱)... ﴿اتَّبِعْ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ﴾^(۱)

(ترجمہ) ”اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔“ (پ ۷۷: ۱۹)

(۲)... اور یونہی پ ۱۱ کے رکوع ۱۶،

(۳)... پ ۲۱ کے رکوع ۷ میں بھی یہی حکم ہے۔

(۴)... نیز پ ۸ رکوع ۷ میں ہے: ﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾^(۲)

(ترجمہ) اور یہ برکت والی کتاب (قرآن کریم) ہم نے اتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیز گاری کرو تاکہ تم پر رحم ہو۔“

(۵)... نیز اسی پارہ کے رکوع ۸ میں ہے: ﴿اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ﴾^(۳)

(ترجمہ) ”اے لوگو! اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اترا۔“

(۶)... پ ۹ رکوع ۹ میں ہے: ﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾^(۴)

(ترجمہ) تو وہ جو اس (رسول پاک محمد مصطفیٰ) پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے“

اور اپنے پیارے حبیب کو حکم فرمایا کہ فرمائیں:

(۷)... ﴿إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ﴾^(۵)

(ترجمہ) ”میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے وحی آتی ہے“

(۱)۔۔ [پ ۷، الانعام: ۱۰۶]

(۲)۔۔ [پ ۸، الانعام: ۱۵۵]

(۳)۔۔ [پ ۸، الاعراف: ۳]

(۴)۔۔ [پ ۹، الاعراف: ۱۵۷]

(۵)۔۔ [پ ۱۱، نوری۔ پ ۷، الانعام: ۵۰]

(۸) ... یونہی پ ۹ رکوع ۱۴ اور

(۹) ... پ ۱۱ ع ۷ اور

(۱۰) ... پ ۲۶ رکوع میں بھی ہے۔

(۱۱) ... پھر اسی طرح پارہ ۹ کے رکوع ۱۰ میں بھی فرمایا: ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ

اللّٰهِ اِیْنِکُمْ حَبِیْعًا ۚ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ ۚ فَامْنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ الَّذِیْ یُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَکَلِمَتِہٖ وَاتَّبِعُوْا لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (۱)

(ترجمہ) ”فرماؤ (یا رسول اللہ) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے اس رسول غیب بتانے والے (نبی) پر جو (اللہ کے سوا) کسی سے نہیں پڑھے وہ جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اس رسول کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔“

(۱۲) ... اور یونہی پارہ ۳ رکوع ۱۲ میں بھی حکم اتباع ہے۔ (۲)

ان آیات کو سرسری نظر سے ہی دیکھا جائے تب بھی مدعا بڑا واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔ آیت نمبر ۱، ۲، ۳ میں اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب پاک پر لازم کر دیا کہ وہ وحی اور قرآن کریم ہی کی پیروی کریں اور آیت نمبر ۴، ۵، ۶ میں سب کو حکم دیا کہ قرآن کریم کی پیروی کریں تو ثابت ہوا کہ حبیب پاک کی طرح امت پر بھی لازم ہے کہ قرآن کریم کی پیروی کریں اور آیت نمبر ۷، ۸، ۹، ۱۰ کی شہادت سے ثابت کہ حبیب پاک صرف قرآن کریم اور وحی کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ ان کا ایک ایک قول اور ایک ایک کام سب قرآن کریم اور وحی کی پیروی ہے اور ان کا کوئی کام اور کوئی قول ایسا نہیں جو اس پیروی سے باہر ہو تو واضح ہوا کہ قولی و فعلی تمام حدیثیں واجب العمل ہیں اور حدیث کی پیروی قرآن کریم کی ہی پیروی ہے لہذا ہم نادانوں کو آیت نمبر ۱۱، ۱۲ میں حکم

(۱)۔۔: [الاعراف: ۱۵۸]

(۲)۔۔: ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰہُ﴾، نوری۔ [پ ۳، آل عمران: ۳۱]

دیا کہ حبیب پاک کی پیروی کریں کہ وہ عالم قرآن ہیں، واقف اسرارِ وحی اور دانائے رموزِ گماھی ہیں۔ ہماری پیروی قرآن کریم کا طریقہ ہی یہ ہے کہ ہم اس قرآن لانے والے حبیب پاک کی پیروی کریں۔

جب کوئی جاہل اور بے علم اپنے استاد کی تعلیم اور راہنمائی کے بغیر قرآن کریم پر عمل نہیں کر سکتا، استادِ کل، امام الرسل، ہادی السبل صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عملی و قولی تعلیم کے بغیر قرآن پر کوئی کس طرح عمل کر سکتا ہے۔ بہر حال حدیث پر عمل قرآن پر عمل ہے اور عمل بالقرآن کی صورت ہی یہی ہے کہ حدیث پر عمل کیا جائے، یہی ہدایت یاب ہونے کا طریقہ ہے چنانچہ ”لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُونَ“ فرمایا۔

تنبیہ

جس طرح قرآن کریم پر عمل حدیث شریف پر عمل کے بغیر نہیں ہو سکتا یونہی حدیث پر عمل صحابہ کرام، ائمہ دین اور فقہاء مجتہدین کی ہدایت کے بغیر نہیں ہو سکتا لہذا ہمیں حکم دیا کہ ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ﴾^(۱) (ترجمہ) ”اس کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع لایا۔“

ان لوگوں پر افسوس ہے جو حدیث شریف پر عمل کرنا قرآن کریم پر عمل کرنے کے خلاف سمجھتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی افسوس ہے جو فقہ پر عمل، عمل بالحدیث کے خلاف سمجھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۸:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾^(۲)

(ترجمہ) ”اے محبوب! فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

(۱)۔۔: سورۃ لقمان آیت ۱۵، ۱۲ منہ۔ [پ ۲۱، لقمن: ۱۵]

(۲)۔۔: سورۃ آل عمران آیت ۳۱، نوری۔ [پ ۳، آل عمران: ۳۱]

پیر و کار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اس آیت پاک سے بھی مدعا نہایت وضاحت سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ کی پیروی حضور کی حدیثوں اور حکموں پر عمل کرنا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا حکم دیتا ہے، اس کو اتنا پسند کرتا ہے کہ اس کے ماسوا اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دعویٰ ہی غلط ہے اور اس سے انسان محبوب خدا بن جاتا ہے، گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے مگر افسوس کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ دیتا ہے کہ حدیث کا کوئی اعتبار نہیں، وہ قابل عمل نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم قرآن کریم تو حضور کو محبوبیت کے بلند ترین تحت پر جلوہ گرد کھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ ایسے محبوب ہیں جو ان کے طرز عمل کو اپنائے اور ان کے قول و فعل کے مطابق اپنی شکل اور بود و باش بنائے تو وہ بھی محبوب خدا بن جاتا ہے کیونکہ یہ حقیقت واضح ہے کہ محبوب کی ہر صفت و عادت اور ہر چیز محبوب ہوتی ہے تو جب وہ صفتیں اور عادتیں قصد اکوئی آدمی اختیار کرے تو وہ ان صفات و عادات کا حامل بن جائے گا جو سب کی سب محبوب ہیں تو لامحالہ وہ بھی محبوب بن جائے گا۔

وہ وہی محبوب تو ہیں جن کے چہرہ انور کا شوق کعبہ میں آسمان کی طرف اٹھ جانا کعبہ کو قیامت تک سب کا قبلہ بنا دیتا ہے؛ قرآن کریم پارہ ۲ رکوع ۱ میں فرمایا: ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾^(۱) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور پھیر دیں گے تمہیں اس قبلہ کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو۔“

وہ ایسے محبوب ہیں کہ خود اللہ رب العالمین جل مجدہ ان کا رضا جو^(۲) ہے جو اس ﴿تَرْضَاهَا﴾ اور ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾^(۳) (اور بے شک قریب ہے کہ

(۱)۔۔: البقرہ: ۱۴۴

(۲)۔۔: [خوشنودی چاہنے والا ہے]

(۳)۔۔: [پ: ۳۰، النحل: ۵]

تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے) سے واضح ہے۔ (پ ۱۸۳۰:۱۸۳۰)
وہ ایسے اکمل و اجمل و اعلیٰ و اولیٰ ہیں کہ ان کی ایک ایک صفت کمال اور شان جلال کا تقاضا ہے کہ ان کے کسی اشارہ ابرو کا بھی خلاف نہ کیا جائے چہ جائیکہ صریح احکام و ہدایت کو درخور اعتناء نہ سمجھا جائے، سچ فرمایا ﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَبُذِلَ مِنْ نُورِهِ﴾^(۱) (ترجمہ) ”جس کے لیے اللہ نور نہ بنائے اس کے لیے کوئی نور نہیں۔“

دلیل ۱۲۳۹:

﴿الْبَيْتُ أَوَّلَىٰ بِإِثْمِهِ مِنَ النَّفْسِ مِنْ أَثَرِهَا﴾^(۲)
(ترجمہ): ”یہ نبی زیادہ حقدار ہیں ایمانداروں کے ان کی جانوں سے اور اس کی پیپیاں ان کی مائیں ہیں۔“

جب حضور پاک ﷺ ایمانداروں کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ حضور کے برابر کسی مخلوق کا کوئی حق نہیں نہ ماں کا، نہ باپ کا، نہ کسی امیر کا، نہ کسی مشیر کا حتیٰ کہ اپنی جان کا بھی ان کے حکم کے مقابلہ میں قطعاً کوئی حق نہیں۔ دیکھو خود کئی شرعاً حرام ہے مگر وہ حکم فرمادیں تو حرام کیا اس وقت جان قربان کرنا فرض ہو جاتا ہے جس سے مومن درجہ شہادت پالیتا ہے اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ہے اور وہ زندگانی حاصل ہو جاتی ہے جو فانی نہیں۔

ایمان والو! ایسے سب سے بڑے حکمران کے احکام اور فرمان جن کا نام حدیث ہے، کیا ان پر عمل کرنا ضروری نہیں؟ ہاں ہاں اللہ کی قسم اللہ تو ضروری قرار دیتا ہے اور قرآن کریم یہی فرماتا ہے اور عاشق جانناز کا تقاضائے دلی اور تمنائے لم یزیل ہی یہی ہے کہ ہمہ تن ہوش و گوش بن کر اسی محبوب مطلق اور حاکم برحق کے ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے اور انہی کی شمع ہدایت کے گردا گرد پروانہ وار رقصاں رہے اور عشاق کی یہ دلی خواہش خود رب العالمین جل و علا کے اس ارشاد پاک کے موافق ہے کہ انہی کے اسوہ

(۱)۔۔: سورۃ النور آیت ۴۰، نوری۔ [پ ۱۸، النور: ۴۰]

(۲)۔۔: سورۃ الاحزاب آیت ۶، نوری۔ [پ ۲۱، الاحزاب: ۶]

حسنہ کو اپنایا جائے، ارشاد ہوتا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (۱)

(ترجمہ): ”اللہ کی قسم ضرور ہے واسطے تمہارے اللہ کے اس رسول (محمد مصطفیٰ ﷺ) میں اسوہ حسنہ (بہترین پیروی) واسطے اس شخص کے جو اللہ اور پچھلے دن (روز قیامت) کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو۔“ (پارہ ۲۱ رکوع ۱۹) اور یہ دلیل دہم ہے۔

بہر حال ایمانداروں پر ان کا اتنا بڑا حق ہے کہ ان کے کسی فیصلہ یا فرمان کے خلاف کسی ایماندار کا کوئی اختیار نہیں رہتا جیسے خود اللہ تعالیٰ کے فیصلہ یا فرمان کے خلاف کوئی اختیار نہیں، خود اللہ رب العالمین ہی تو فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا﴾ (۲)

(ترجمہ): ”تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ ایماندار نہ ہوں گے جب تک کہ آپس کے ہر جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے تنگی نہ پائیں اور دل سے اچھی طرح مان لیں۔“ یہ دلیل دوازدہم ہے۔ (۳)

دلیل ۱۳ تا ۱۵:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكُمْ مَآ حِجْلٌ وَعَلَيْكُمْ مَآ حِجْلُكُمْ ۚ وَإِنْ تَطِيعُوا تَهْتَدُوا ۗ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾ (۴)

(۱)۔۔ [پ ۲۱، الاحزاب: ۲۱]

(۲)۔۔ [سورہ الاحزاب آیت ۳۶، نوری۔ [پ ۲۲، الاحزاب: ۳۶]

(۳)۔۔ [رحم اللہ علی المصنف: فقیہ اعظم نے چند سطر پہلے دسویں دلیل کا ذکر کیا اور پھر اب بارہویں دلیل کا فرما رہے ہیں، جو درحقیقت گیارہویں دلیل بنتی ہے کیونکہ ان دونوں کے بیچ یا ضمن میں کسی اور دلیل کا ذکر بھی نہیں ہے۔]

(۴)۔۔ [پ ۱۸، النور: ۵۴]

(ترجمہ): ”تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو اس رسول کا، پھر اگر تم منہ پھیرو تو اس رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ہے اور اگر اس رسول کی فرمانبرداری کرو تو ہدایت پالو گے اور اس رسول کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا۔“

نوٹ: یہ حکم کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک کا حکم مانا جائے، قرآن کریم کی بہت ہی زیادہ آیتوں میں وارد ہوا ہے حتیٰ کہ صاف صاف فرما دیا کہ رسولوں کو بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے کہ ان کا حکم مانا جائے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (پ ۵ کو ع ۶) ^(۱) (ترجمہ) اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کا حکم مانا جائے اس کی اطاعت کی جائے تو حدیث کو غیر معتبر کہنا معاذ اللہ! معاذ اللہ! حکمت بعثت رسل (رسولوں کو بھیجنے کی حکمت) کا انکار ہے اور حضرت رب العالمین جل و علا کی صریح بے فرمائی ہے۔

یہ دلیل چہار دہم ہے۔
بے فرمانوں کو اس وقت پتہ چلے گا جب دوزخ کی سخت ترین آگ میں ان کے چہرے تلے جائیں گے اور اس ذلت اور رسوائی کے عذاب میں بڑے پشیمان ہو کر حضور کی فرمانبرداری کی آرزوئیں کریں گے چنانچہ اللہ رب العالمین جل و علا نے قرآن کریم میں اس سے خبردار کر دیا ہے تاکہ منکر آج سمجھ جائیں اور بے فرمانی سے باز آجائیں، فرمایا: ﴿يَوْمَ تَقْلُبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَّا أَطَعْنَا اللَّهَ وَ أَطَعْنَا الرَّسُولَ﴾ (پ ۲۲ کو ع ۵) ^(۲)

(ترجمہ): ”جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور اس رسول کا حکم مانا ہوتا۔“
اور اللہ و رسول کے حکم ماننے کا تقاضا ہے کہ قرآن کی طرح حدیث پاک کو بھی

(۱)۔۔: [النساء: ۶۴]

(۲)۔۔: [پ ۲۲، الاحزاب: ۶۶]

معتبر سمجھا جائے، یہ دلیل پانزدہم ہے۔

دلیل نمبر ۱۶، ۱۷:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ تُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾^(۱) (پ ۵ رکوع ۱۴)

(ترجمہ) ”اور جو اس رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل
چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے
دوزخ میں داخل فرمائیں گے اور بری ہے جگہ پلٹنے کی دوزخ۔“

کون نہیں جانتا کہ حدیث کا اعتبار نہ کرنا اور اپنی رائے کے پیچھے چلنا رسول
اللہ ﷺ کا خلاف کرنا ہے اور یونہی یہ بھی واضح کہ ہر زمانہ اور ہر ملک کے مسلمان
حضور کی حدیثوں کا اعتبار کرتے ہیں اور ان پر عمل کرنا باعثِ نجات سمجھتے ہیں۔ حدیثوں
کو غیر معتبر بتانے والے اشخاص کا فرض ہے کہ اس آیت پاک کو غور سے پڑھیں اور
ایسے خطرناک انجام سے بچیں۔

دنیا مقام پر رہے، موت آتے ہی سب کچھ کھل جاتا ہے مگر اس وقت آدمی کچھ
نہیں کر سکتا۔ اب غور کرنا چاہئے نیز وہ لوگ بھی غور کریں جو آئے دن اہل سنت و
الجماعت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
دوسرے امامانِ دین کی تقلید حرام اور شرک ہے اور کہا کرتے ہیں عیدِ میلاد منانا شرک،
گیارہویں منانا شرک، یا رسول اللہ کہنا شرک، حضور کی خداداد صفات علم غیب اور
اختیار و اقتدار ماننا شرک، یہ شرک وہ شرک، بات بات پر شرک کے فتوے لگاتے رہتے
ہیں۔ یہ بھی ﴿غَيْرِ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (ایمانداروں کی راہ سے جدا راہ) پر چل رہے ہیں۔

روئے زمین کے مسلمان صدیوں سے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی چلے آ رہے ہیں،
عیدِ میلاد منانا اور گیارہویں کی خیرات فی سبیل اللہ سعادت سمجھتے ہیں اور
حضور ﷺ کی خداداد شانوں کا ماننا ان کے نزدیک تکمیلِ ایمان ہے اور سچی محبت کا

(۱)۔۔: [پ ۵، سورۃ النساء: ۱۱۵]

تقاضا ہے جو جذباتی نہیں بلکہ بنی بر حقیقت ہے۔

یہ امر واقع ہے کہ حضور ﷺ کے جاہ و جلال اور شان و شوکت لحظہ بہ لحظہ ترقی در ترقی ہی کر رہے ہیں، قرآن کریم کی شہادت ہے ﴿وَلَاخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾^(۱) (پ ۱۸۰، ۱۸۱) ”اور ضرور پچھلی آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے۔“ تو کیوں کر تصور کیا جاسکتا ہے کہ حضور کی خدا دار صفات یا حکومت میں فرق آجائے اور آپ کی اطاعت کسی مابعد زمانہ میں لازم نہ رہے، یہ ہر گز ہر گز نہیں ہو سکتا، ان کے سر انور پر ختم نبوت کا چمکتا ہوا تاج یہ بتا رہا ہے کہ قیامت کے دن تک انہی کا دور دورہ ہے اور انہی کا حکم جاری ہے، ان کا باغی اللہ رب العالمین کا باغی ہے لہذا یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے احکام، اقوال، ہدایات (جن کا نام حدیث ہے) اب یا آئندہ کسی زمانہ میں قابل اعتبار نہ رہیں تو روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ جس طرح حضور کے زمانہ میں حدیث قابل اعتبار تھی اسی طرح آج بھی قابل اعتبار ہے اور قیامت تک قابل اعتبار ہی رہے گی۔

یہ سترھویں دلیل ہے۔

دلیل نمبر ۱۸ تا ۳۵:

قرآن کریم پارہ ۲۴ کو ع میں ہے:

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۖ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۚ﴾^(۲) وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿۳۳﴾ ﴿۳۴﴾

(ترجمہ): ”تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچ کو جھٹلائے، جب اس کے پاس آئے، کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی پرہیزگار ہیں۔“

سچ لے کر تشریف لانے والی شخصیت (جس کا ذکر ان آیتوں میں ہے) کا مصداق بلا شک و شبہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں اور پہلی آیت بڑی وضاحت سے بتا رہی

(۱)۔۔: [النہضی: ۳۰، ۳۱]

(۲)۔۔: [الزمر: ۳۲، ۳۳]

ہے کہ سچ کو جھٹلانے والے سب ظالموں سے زیادہ ظالم ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور دوسری آیت فرماتی ہے کہ سچ کے ماننے والے ہی پرہیزگار ہیں اور پرہیزگار جنتی ہیں تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ قرآن کریم کی طرح حدیثِ پاک کا ماننا بھی ضروری ہے کہ دونوں اسی محبوبِ حق کے لائے ہوئے ہیں اور سچ ہیں کہ وہ سچے نبی سچ ہی لائے ہیں۔ ان کی ایک بات صداقت کے بلند ترین مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی لاتعداد پیشینگوئیوں (جن کا ظہور لگاتار ہوتا آ رہا ہے اور قیامت کے بعد ابد الابد تک ہوتا چلا جائے گا) کا ایک ایک فرد صداقت کی زبردست دلیل ہے اور وہ اس کثرت سے ہیں کہ سب کا جمع کرنا ممکن نہیں لہذا ان میں سے صرف چند اور وہ بھی وہ جو حدیث کی مشہور کتابوں (بخاری و مسلم وغیرہ) کے زمانہ تصنیف سے بلاشبہ بعد میں ظاہر ہوئیں، ذکر کی جاتی ہیں۔

پیشین گوئی نمبر ۱:

صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۳ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارُ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى»^(۱)
(ترجمہ): ”بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے سرزمین حجاز سے ایک ایسی آگ نکلے گی جو بصری میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔“

اس حدیثِ پاک کے مطابق وہ زبردست آگ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۵۴ھ جمعہ کے دن دوپہر سے پہلے حجاز مقدس میں مدینہ منورہ کی شرقی جانب نصف روز کی مسافت پر زمین سے بادل کی طرح گرجتی ہوئی نکلی مسجدِ مدینہ کی مقدار پر پھر اس سے آگ کا^(۲)

(۱)۔۔: [بخاری، کتاب الفتن، باب خروج النار، حدیث: ۴۱۱۸، ۴۳۸/۴۔ مسلم، کتاب

الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز، حدیث: ۴۲۸۹، ص ۱۱۸۸]

(۲)۔۔: [کی]

وادی جاری ہوا^(۱) جس کا طول (لمبائی) ۱۲ میل، عرض (چوڑائی) ۴ میل، عُق (گہرائی) آدمی کے ڈیڑھ قد کے برابر، بادل کی گرج اور دریا کے جوش میں رواں دواں تھی۔ یوں دکھائی دیتی تھی کہ ایک بہت بڑا شہر ہے جس کی شہر پناہ دیوار نے ہر طرف سے احاطہ کیا ہوا ہے اور اس میں بڑے بڑے برج اور مینار ہیں، اس آگ کے شرارے بڑے مکانوں کے برابر تھے، پتھروں اور پہاڑوں کو سسکے کی طرح پگھلا رہی تھی اور جھاگ نکل رہی تھی، یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس سے سیاہ اور سرخ نہریں نکل رہی ہیں، پتھر پگھل کر سرخ ہو جاتے تھے اور یہ نہایت ہی تعجب خیز چیز ہے کہ وہ آگ ہماری دنیاوی آگ کے برعکس تھی کہ وہ پتھروں کو تو خوب جلا رہی تھی مگر درخت اور خشک و تر لکڑی اس سے محفوظ تھے۔

پہلے پہلے تو اہل مدینہ بہت ہی زیادہ پریشان ہوئے اور سخت ترین خوف و خطرہ کا احساس کرتے ہوئے، توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے اور مسجدِ پاک میں اہل اسلام کے حقیقی مامن اور سچی جائے پناہ روضہ اقدس کے ارد گرد تمام امراء، رؤساء اور خواص و عوام حتیٰ کہ خواتین اور بچے بھی جمع ہو گئے اور شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پناہ گزین اور فریادی و طالبِ شفاعت ہوئے تو حضرت رب العالمین نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے بہ طفیل اس آگ کا رخ جانبِ شمال پھیر دیا اور پیارے محبوب کے اعزاز و امتیاز کا جلوہ دکھا دیا۔ حرارت نہایت ہی سخت تھی اور باوجودیکہ مدینہ پاک کے حرم شریف کے نزدیک پہنچ گئی مگر معجزانہ طور پر مدینہ میں اس طرف سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آرہی تھی۔

ہاں مؤرخین نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے نکلنے اور جلانے سے اتنا گرد و غبار ابھرا کہ آسمان پر موٹے بادل کی طرح چھا گیا اور آفتاب و ماہتاب کی ضیاء پاشیاں بالکل مدہم پڑ گئیں اور گرہن جیسی حالت دور دور تک نمایاں ہو گئی حتیٰ کہ دمشق میں اس کے اثرات دیکھے گئے مگر اس آگ کی روشنی کا یہ عالم تھا کہ فضا جگمگا رہی تھی۔ مدینہ طیبہ کے لوگ رات کو آفتاب جیسی روشنی میں کام کیا کرتے تھے حتیٰ کہ خواتین اپنے مکانوں پر رات کو

سُوت کا تا کرتی تھیں۔

اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ سے بھی دیکھی گئی اور بصری کے پہاڑ اس سے روشن ہو گئے اور بصری میں اونٹوں کی گردنوں کو بھی حسب تصریح حدیث پاک اس آگ نے روشن کر دیا حالانکہ بصری دمشق کے قریب اور مدینہ طیبہ سے کافی دور ہے اور ”یتاء“ (جو مدینہ طیبہ سے بصری کے مانند بہت دور ہے) میں اس آگ کی روشنی سے رات کو کتا میں لکھی گئیں۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ وہ آگ پتھروں کو جلاتی ہوئی جب حرم مدینہ (مدینہ طیبہ اور ارد گرد کی پھیلی ہوئی مخصوص اراضی کا مخصوص حصہ) کی حد پر آئی اور ایک بڑا پتھر (جس کا نصف حرم میں تھا اور نصف باہر) سامنے آیا تو آگ نے اس پتھر کے بیرونی حصہ کو حسب دستور جلا دیا مگر اندرونی حصہ بالکل محفوظ رہا اور آگ بجھ گئی۔ یہ بھی حضور کا ایک بڑا چمکتا ہوا معجزہ تھا۔

تواریخ بڑے وثوق سے بیان کرتی ہیں کہ اس آگ کے ظاہر ہونے سے پہلے مدینہ پاک میں کئی دنوں تک زلزلوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اول اول تو بڑے خفیف سے جھٹکے محسوس ہوئے مگر ۳ جمادی الاخریٰ منگل کے دن بڑے سخت زلزلے شروع ہو گئے اور بدھ کی رات تو ایسا سخت زلزلہ آیا کہ لوگ ڈر گئے اور دل ڈبل گئے، دیواریں ہلنے لگیں، زمین دھڑک رہی تھی اور بادل سے سخت گر جیں آرہی تھیں، پھر ایسے زلزلے جمعہ کے دن تک بار بار آتے رہے حتیٰ کہ ایک دن میں چودہ بلکہ کہتے ہیں کہ اٹھارہ مرتبہ زلزلہ آیا پھر جمعہ کے دن زمین پھٹی اور آگ نکلی۔ وہ خطرناک آگ اپنی اسی ہیبت ناک حالت پر (جو قبل ازیں ذرا تفصیل سے بیان ہوئی) ۲۷ رجب المرجب ۱۵۴ھ اتوار کے دن تک پورے باون روز قائم رہی پھر بجھ گئی مگر لکھتے ہیں کہ کئی دنوں کے بعد پھر ظاہر ہوئی۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ اس آگ کا یہ سلسلہ (یعنی کبھی بند ہو جانا اور کبھی نمودار ہو جانا) تین ماہ تک جاری رہا۔

جب اس آگ نے پہاڑوں اور پتھروں کو سکہ کی طرح پگھلا پگھلا کر بہایا تو وادی شظاۃ کے درمیان ایک زبردست بند سد سکندری کی طرح کھڑا ہو گیا۔ اس بند سے یہ

بہت ہی بڑا فائدہ ہوا کہ اس طرف سے اعرابی قذّاق اور مفسد جو آکر ہمیشہ تنگ کیا کرتے تھے، ان کا راستہ بند ہو گیا اور اہل مدینہ ان کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

یہ مضمون فتح الباری ج ۱۳ ص ۶۷، عمدۃ القاری ج ۱۱، ص ۳۶۶، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱۳ تا ۳۱۴، جذب القلوب ص ۴۷ تا ۵۰، مرآۃ الزمان (تاریخ یافعی) ^(۱) ج ۴ ص ۱۳۱ تا ۱۳۳، تاریخ الخلفاء ص ۳۲۰، وفاء الوفاء (تاریخ مدینہ منورہ) ج ۱ ص ۹۸ تا ۱۰۶ وغیرہا سے ماخوذ ہے۔ ^(۲)

وفاء الوفاء (جو مدینہ منورہ کی نہایت ہی مستند تاریخ ہے) طبع مصر ج ۱ ص ۱۰۴ میں فرمایا: ”وکل من ذکر هذه النار يقول في آخر كلامه: وعجائب هذه النار وعظمتها يكلّ عن وصفها البنان والأقلام، وتجل عن أن يحيط بشرحها البيان والكلام“ ^(۳)

(ترجمہ) ”جس مؤرخ نے بھی اس آگ کا ذکر کیا، اس نے اپنا کلام اس پر ختم کیا کہ اس آگ کے عجائبات اور اس کی عظمت کے بتانے سے پورے اور قلمیں تھک جاتے ہیں اور اس کی تشریح اس سے بلند ہے کہ بیان و کلام اسے احاطہ کر سکیں۔“

اور یہ حدیث بخاری و مسلم کے علاوہ بھی بکثرت کتب حدیث میں موجود ہے۔ اس پیشین گوئی کا بکثرت زلزلوں، گرجوں، گونجوں وغیرہ زبردست خدائی اعلانات کے ساتھ یہ واضح ظہور مخالفین کی دہن دوزی کے لئے بڑا کافی ہے۔

بخاری و مسلم تیسری صدی کے وسط میں لکھی گئی ہیں اور یہ ظہور ساتویں صدی

(۱)۔: [کتاب کا نام مرآۃ الجنان ہے، جیسا کہ اس کے مقدمے میں امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یوں ہی ذکر کیا ہے۔]

(۲)۔: [فتح الباری، کتاب الفتن، باب خروج النار، حدیث: ۱۱۸، ۶۸/۱۲۔ عمدۃ القاری، کتاب الفتن، باب خروج النار، حدیث: ۱۱۸، ۳۷۵/۱۶۔ اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب اشرط الساعۃ، ۳۳۴/۴۔ تاریخ الخلفاء، ص ۴۰۹، ۴۰، ۴۱، دار المنہاج۔ مرآۃ الجنان، ۱۰۱/۲، ۱۰۲، دار الکتب العلمیہ۔ وفاء الوفاء، ۱۴۲/۱، ۱۴۵-۱۵۵۔ جذب القلوب، ص ۴۳-۴۷]

(۳)۔: [وفاء الوفاء، ۱۴۸/۱]

کے وسط میں ہوا۔ کیا اب بھی کسی کو یہ کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے کہ حدیثیں عجمی ذہنیت کی پیداوار ہیں؟ والعیاذ باللہ! پھر اہل مدینہ اور خواص و عوام کا سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں بہ اتفاق پناہ حاصل کرنا اور شفاعت طلب کرنا پھر اس پر کامیابی کا نمایاں طور پر مرتب ہو جانا صاف صاف بتا رہا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ باقاعدہ زندہ ہیں اور اپنی امت کی نصرت و امداد فرماتے ہیں نیز [اس آگ کا] حدِّ حرم پر رُک جانا اور جس پتھر کو جلا رہی تھی، اس کے حرم والے حصے کو نہ جلانا پھر سخت ترین حرارت کے باوجود اہل مدینہ کی طرف ٹھنڈی ہوا کا جانا اور اسی طرح کے دوسرے معجزانہ کوائف واضح کر رہے ہیں کہ حضرت رب العالمین جل و علا اپنے حبیب پاک ﷺ کے جاہ و جلال اور جُود و نوال کا کیسے زبردست اعلانات کے ساتھ اظہار فرما رہا ہے اور وہ اظہار بھی یوں نہیں کہ صرف وقتی طور پر ہو بلکہ پورے تین ماہ تک ہوتا رہا جس کے زبردست اثرات متعلقہ اراضی اور تواریخ کی کتب میں بڑی وضاحت سے ثابت ہیں۔ اس عظیم الشان آگ کے فوائد و نتائج کا تفصیلی بیان تقاضا کرتا ہے کہ اس موضوع پر مستقل ضخیم کتاب لکھی جائے مگر بطورِ تنبیہ اہل سعادت کے لیے یہی کافی۔

پیشین گوئی نمبر ۲:

صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۱۰، مسلم ج ۲ ص ۳۹۵ وغیرہ کتبِ حدیث میں حدیثِ پاک ہے کہ:

”مسلمان قیامِ قیامت سے پہلے پہلے ترک قوم سے جہاد کریں گے اور پھر اس قوم کا حلیہ بھی بیان فرمایا۔“^(۱)

(۱)۔: [بخاری شریف کے الفاظ ہیں: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرُكَ، صَعَارَ الْأَعْيُنِ، حُمُرَ الْوُجُوهِ، ذُلْفُ الْأَنْوَفِ، كَأَنَّ وُجُوْهُهُمْ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ»]

بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب قتال التُّرُک، حدیث: ۲۹۲۸، ۲/۲۸۸۔ مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل، حدیث: ۴۳۱۲-۱۳، ص ۱۱۹۲۔

اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ پیشین گوئی بھی ساتویں صدی ہجری میں پوری ہوئی۔ بعد ازاں ترک اسلام کے حلقہ بگوش بن گئے اور یونہی کئی اور قوموں سے جہاد کی پیشین گوئیاں احادیث کثیرہ میں ہیں جن سے کافی پوری ہو چکی ہیں اور کئی پوری ہونے والی ہیں۔

پیشین گوئی نمبر ۳:

یہ پیشین گوئی اس آیت پاک کے متعلق ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مِمَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ﴾^(۱)

(ترجمہ): ”اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھائے میں نہ رہو گے۔“

قرآن کریم قیامت تک کے لئے ہادی و رہنما ہے، جتنے بھی اسلام کے دشمن قیامت تک ہونے والے ہیں سب کے دلوں میں اپنے اپنے زمانے میں اس قوت کے تیار رکھنے سے دھاک بٹھانا لازم ہے۔ اس ”قوت“ کی تفسیر محبوبِ خدا ﷺ نے بار بار خبردار کرتے ہوئے لفظ ”رمی“ کے ساتھ فرمائی چنانچہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۳ پر عقبہ ابن عامر کی روایت میں ہے:

«أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّ»^(۲)

(۱)۔۔ الانفال آیت ۶۰، نوری۔ [پ ۱۰، انفال: ۶۰]

(۲)۔۔ [مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی والحث علیہ، حدیث: ۱۹۱۷، ص

(ترجمہ): ”خبردار یہ قوت (جس کا آیت پاک میں ذکر ہے) رمی ہی ہے، خبردار یہ قوت رمی ہی ہے، خبردار یہ قوت رمی ہی ہے۔“

”رمی“ عربی لفظ ہے اس کا معنی ہے پھینکنا، اس وقت سے قیامت تک جو چیز بھی بطور اوزار جنگ میں استعمال کے قابل ہے اور پھینکی جاتی ہے۔ ان تمام چیزوں پر یہ لفظ رمی حاوی اور شامل ہے۔ لغت عرب میں رمی تیر کے ساتھ ہی خاص نہیں، قرآن کریم میں ہے ﴿وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾^(۱) حالانکہ حضور ﷺ نے اس وقت تیر نہیں پھینکا تھا بلکہ مٹی اور سنگریزے پھینکے تھے تو روز روشن کی طرح روشن ہوا کہ رمی عام ہے، ہر پھینکنے کو عربی میں رمی کہا جاتا ہے اور واقعی اس زمانے سے آج تک رمی اوزار جنگ میں نمایاں رہی ہے۔ اس وقت تو تیر، تلوار، نیزے عموماً استعمال ہوتے تھے، تلوار کی حیثیت بھی بڑی نمایاں تھی حتیٰ کہ ہمارے پیارے رسول مقبول ﷺ کا ایک نام صاحب السیف بھی ہے مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، رمی زیادہ اہمیت پکڑتی گئی اور آج تو ہے ہی رمی پر دار و مدار، نیزے یا تلوار کا استعمال تو ملکی جنگوں میں نام کو بھی نہیں رہا۔

بہر حال رمی عام ہے، تیر کی رمی ہو یا لفظ کی (ایک قسم کا تیل ہے جسے پھینک کر اوائل زمانہ میں آگ لگائی جاتی تھی) منجھنق سے پتھر پھینکے جائیں یا بندوق سے گولیاں، توپوں سے گولے برسائے جائیں یا برین گنوں سے حملہ کیا جائے سبھی رمی ہے دستی بم پھینکیں یا ہوائی جہاز سے، عام بم ہو یا ایٹم بم، ہائیڈروجن یا اس سے بھی کوئی توانا تر بم سب پر رمی سچی ہے، میزائلوں سے رمی ہو یا تار پیڈویا و بائی امراض کے جراثیم پھینکے جائیں یا کوئی اور پھینکنے کا اوزار ہو یا نیا ایجاد کیا جائے سب پر لفظ رمی بلا تاویل سچا آ رہا ہے۔

یہ ہے ہمارے پیارے محبوب ﷺ کی ہمہ دانی اور جامع البیانی کہ ایک ہی لفظ رمی میں وہ سب کچھ جمع فرما دیا جو ہر زمانے میں اس زمانے کے اہم اوزاروں پر سچا آ رہا

(۱)۔ الانفال آیت ۱۷ (ترجمہ) اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی، نوری۔ [پ ۱۰، الانفال: ۱۷]

ہے۔ قربان جائیں اس پیارے کے سامنے زمین و زماں کی وسعتیں اور مکین و مکاں کی سمتیں سب سمٹی ہوئی ہیں، ماضی و حال و استقبال مختلفہ ممالک بحر و بر، عرش و فرش سب کے سب پیش نظر ہیں، اقوام عالم کیا، سب عالمین کے حاضر و ناظر ہیں کہ وہ تو ہیں ہی وہ جن کے متعلق ان کا رب جو رب العالمین ہے، فرماتا ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (۱)

وہ وہی تو ہیں جن کو فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ (۲)
ہاں ہاں اللہ کی قسم وہ وہی ہیں جن کی شان میں آیا: ﴿يَكُونُ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ (۳)
ایسے سیدِ رسل، استادِ کل، ہادیِ سبل کی کوئی بات بھی غلط نہیں ہو سکتی ﴿وَكُفِّي بِاللَّهِ شَهِدًا﴾ (۴)

پیشین گوئی نمبر ۸۳۴:

مشکوٰۃ شریف ص ۷۳، ۷۴ میں امام بیہقی (متوفی ۵۸۵ھ) کی شعب الایمان (نام کتاب حدیث) سے بروایت حضرت سلمان فارسی صحابی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے پچھلے دن میں ہمیں وعظ کیا فرمایا: اے لوگو! ضرور تمہارے نزدیک آیا ایک ایسا مہینا جو عظمت والا ہے، ایسا مہینا جو برکت والا ہے، ایسا مہینا کہ اس میں ایک ایسی رات^۱ (شب قدر) ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے، ایسا مہینا کہ اللہ نے اس کے روزے کو فرض کیا اور اس کی رات کے قیام (تراویح) کو سنت کیا، جو شخص^۲ اس مہینا میں اللہ کی نزدیکی طلب کرے کسی خصلت کے ساتھ نیکی (فعلی عبادت مالی ہو یا بدنی) سے تو وہ (ثواب کے لحاظ سے) اس شخص کی طرح ہے جس نے کوئی فرض ادا کیا ہو کسی اور مہینے میں اور

(۱)۔۔ الانبیاء آیت ۱۰۷۔ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔
نوری [پ ۷، الانبیاء: ۱۰۷]

(۲)۔۔ الاحزاب آیت ۴۵ ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینا اور ڈر سنانا۔ نوری [پ ۲۲، الاحزاب: ۴۵]

(۳)۔۔ الفرقان آیت ۵۲ ترجمہ: جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ نوری [پ ۱۸، الفرقان: ۱]

(۴)۔۔ سورۃ النساء آیت ۷۹ (ترجمہ) اور اللہ کافی ہے گواہ۔ نوری [پ ۰۵، النساء: ۷۹]

جس^۵ نے اس مہینے میں کوئی فرض (نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ) ادا کیا تو وہ (از روئے ثواب کے) اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی اور مہینا میں ستر فرض ادا کئے ہوں اور وہ صبر کا مہینا ہے حالانکہ صبر کا ثواب جنت ہے اور وہ (فقیروں اور غریبوں کی) عنخواری^۶ کا مہینا ہے اور ایسا مہینا ہے کہ اس میں ایمان دار کا رزق^۷ زیادہ کیا جاتا ہے، جو اس^۹ میں روزہ دار کا روزہ افطار کرائے^۸ ہوتی ہے واسطے اس کے بخشش^{۱۰} اس کے گناہوں کی اور آزادی^{۱۱} آگ (دوزخ) سے اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب^{۱۲} ملے گا جیسا کہ اس روزہ دار کو ملے گا بغیر^{۱۳} اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی ہو۔ ہم (صحابہ) نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب^{۱۴} ہر اس شخص کو عطا فرماتا ہے جو کسی کا روزہ دودھ کی لسی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ پر افطار کرائے اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے^{۱۵} پلائے^{۱۶} گا اسے اللہ میرے حوض سے ایسا پلانا کہ نہ پیاسا^{۱۷} ہو گا یہاں تک کہ داخل^{۱۸} ہو گا بہشت میں اور وہ ایسا مہینا ہے کہ اول اس کا رحمت^{۱۹} ہے، درمیان اس کا بخشش^{۲۰} ہے اور آخر اس کا دوزخ سے آزادی^{۲۱} ہے اور جو اس مہینا میں اپنے غلام سے (کام لینے سے) تخفیف کرے^{۲۲} اللہ اسے بخش^{۲۳} دے گا اور دوزخ^{۲۴} سے آزاد فرمادے گا۔^(۱)

یہ جلیل القدر حدیث، یہ پیارا پیارا وعظ، یہ سنہری ہدایات ایک ایماندار کی نظر میں سرمایہ حیات ہیں۔ بظاہر اس حدیث پاک میں بائیس پیشین گوئیاں ہیں جن سے بعض کا تعلق آخرت سے ہے اور بعض وہ ہیں جو عوام الناس کی ظاہری آنکھوں سے نہیں ہیں اور بعض ایسی ہیں جو سب خواص و عوام کے لئے آفتاب کی طرح واضح و عیاں ہیں۔ سچا ایماندار تو سب کو سچا مانتا ہے اور ظاہر بینوں کو دعوت غور دیتا ہے کہ جس جس چیز کا تعلق (اگرچہ بہت ہی کم ہو) ظاہر سے ہے تو وہ ایسی ظاہر ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا جا

(۱)۔: [مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصوم، الفصل الثالث، حدیث: ۱۹۶۵، ۱/۳۷۲۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، فضائل شہر رمضان، حدیث: ۳۶۰۸، ۳/۳۰۵]

سکتا۔

دیکھئے نمبرات ۱، ۲، ۶، ۷، ۸ اس مہینے کی عظمت آج بھی ظاہر و باہر ہے اس کی برکت بالکل واضح ہے، اس میں ایمان دار کے نیک کام بہت بڑھ جاتے ہیں، ایمان دار اس گئے گزرے زمانے میں بھی خوب صبر سے روزے نباہا کرتے ہیں، اہل ایمان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس نیک ماہ میں یتیموں، مسکینوں، فقیروں کی غنغوری کریں ان کے لئے خوراک و پوشاک کا خیال کیا جاتا ہے اور اہل ثروت ایمان دار دوسرے مہینوں کی بہ نسبت اس میں زیادہ خیرات کیا کرتے ہیں، سعادت مند ان ازی کے ظاہری رزق اس ماہ میں یقیناً بڑھ جاتے ہیں، نسبتاً کھانا اچھا کھاتے ہیں، پینے کا انتظام بھی عمدہ ہو جاتا ہے اور خیرات و صدقات، تلاوت قرآن کریم اور دوسری عبادات بھی دوسرے مہینوں سے زیادہ کیا کرتے ہیں جو معنوی اور روحانی رزق ہیں اور رزق حقیقہ ہے ہی وہی جو انسان کے اپنے کام اس جہان میں آئے یا اگلے میں، ورنہ وہ مال جو دوسرے کے کام آئے وہ دوسرے کا رزق ہے چنانچہ حدیث پاک میں آیا کہ ”بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ بے شک وہ چیزیں جو اس کے مال سے اس کی ہیں تین ہیں: جو کھا لیا تو فنا کر دیا، پہن لیا تو پرانا کر دیا یاد دے دیا (اللہ کی راہ میں) تو ذخیرہ کر لیا اور جو ان تین چیزوں کے علاوہ ہے تو وہ جانے والا ہے اور اسے لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے۔“ (مشکوٰۃ ص ۴۷۰) ^(۱)

بہر حال یہ پانچ پیشین گوئیاں وہ ہیں کہ ہر سال ہر ماہ رمضان المبارک میں ہماری ظاہر بین آنکھوں کے سامنے آفتاب و ماہتاب کی طرح تاباں و عیاں ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ سچے ہیں اور جو کچھ حضور نے فرمایا وہ سب سچ ہی سچ ہے کہ ہماری آنکھیں جس جس حدیث کے مضمون کو دیکھ سکتی ہیں وہ سب کے سب صحیح پاری ہیں تو ظاہر ہوا کہ وہ جو ہماری آنکھیں ان کے دیکھنے سے عاجز ہیں وہ بھی صحیح ہی ہیں اور ﴿یومنون بالغیب﴾ کا بھی یہی تقاضا ہے کہ بے دیکھے مانا جائے۔

حضرت رب العالمین جل و علما نے والوں سے بنائے اور منکروں سے بچائے۔

(۱)۔۔ [مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، الفصل الاول، حدیث: ۵۱۶۶، ۱۶۷/۲]

پیشین گوئی نمبر ۹، ۱۰، ۱۱:

ترمذی ج ۲ ص ۴۷ وغیرہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں «اذا ظہرت القیان والمعازف» ^(۱) مذکور ہے جس سے بڑی وضاحت سے ثابت کہ آخری زمانہ میں گانے والی عورتیں اور گانے کے مزامیر باجے وغیرہ ظاہر ہو جائیں گے۔

امام ترمذی نے جو ان حدیثوں کے راوی ہیں ۲۷۹ھ میں وفات پائی حالانکہ ان کا بھرپور ظہور اس چودھویں صدی میں ہو رہا ہے، گانا بجانا وبائی شکل اختیار کر گیا، سینما بکثرت پھیل گئے ہیں اور ریکارڈ عام ہو گئے ہیں، ریڈیو کی بہتات ہے، ٹیلی ویژن چالو ہیں جن سے گانے والی عورتوں کا ظہور ہو رہا ہے مزامیر بھی ظاہر ہو رہے ہیں، چلتی ٹرینوں، موٹروں، لاریوں بلکہ سائیکلوں، تانگوں کی سواریاں ریڈیو سنتی جا رہی ہیں، عام راہ گیر بھی سنتے جا رہے ہیں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی بے پردگی پر تو کوئی پردہ ہے ہی نہیں۔

بہر حال گانے والیوں کا ظہور اور مزامیر کا ظہور حسب تصریح حدیث سامنے آچکا ہے، یہ دونوں پیشین گوئیاں صحیح طور پر سچی ہو چکی ہیں، اب اس پر مرتب ہونے والے بڑے خطرناک نتائج سے بے فکر رہنا دانا کا کام نہیں۔

پوری حدیث پاک سنئے: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خُسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ»، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَتَى ذَٰلِكَ؟ قَالَ: «إِذَا ظَهَرَتِ الْقَيَانُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ» ^(۲)

(ترجمہ): ”بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اس امت میں خسف (زمین میں دھنسا دینا) اور مسخ (صورت کا بگاڑ دینا) اور قذف (قوت سے پھینکا) ہوگا، تو ایک مسلمان نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب گانے والی عورتیں اور مزامیر (گانے

(۱)۔۔ [روایت کے الفاظ یوں ہیں: «إِذَا ظَهَرَتِ الْقَيَانُ» تخریج آگے آرہی ہے]

(۲)۔۔ [ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء في علامة حلول المسخ والخسف، حدیث:

۲۲۱۹، ۹۱/۴، روایت کے الفاظ یوں ہیں: «إِذَا ظَهَرَتِ الْقَيَانُ»]

کے اوزار) ظاہر ہو جائیں گے اور شرابیوں پی جائیں گی۔“

اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں جن میں اور بھی بہت سی چیزوں کا اضافہ ہے۔ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ خسف و مسخ و قذف ہوں گے جب گانے والی عورتیں اور مزامیر ظاہر ہو جائیں گے اور شرابیوں پی جائیں گی اور رنگ برنگی شرابیوں اور نشہ آور چیزیں تو مدت سے پی جا رہی ہیں مگر اب کافی ترقی پر ہیں، گانے والی عورتوں اور مزامیر کا ظہور بھی زوروں پر ہے تو اب ان چیزوں پر مرتب ہونے والے عذاب خسف و مسخ و قذف کا سخت ترین خطرہ ہے۔

خسف کا معنی ہے زمین میں دھنس جانا یا دھنسا دینا جو زلزلوں کے سبب زمین کے پھٹ جانے سے واقع ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض ملکوں میں سنا گیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان یونہی زمین میں دبا دیا جائے قارون کی طرح، ظاہر معنی یہی ہیں۔

مسخ کا لغوی معنی ہے اچھی صورت بگاڑ کر بری بنا دینا جو آج کل کے کافی نوجوانوں پر سچا آ رہا ہے کہ مردانہ شکل جو مرد کے لئے اچھی ہے، بگاڑ کر زنانہ شکل اختیار کر رہے ہیں اور یونہی وہ عورتیں جو مردانہ شکل بنا رہی ہیں اور جنس کی تبدیلی بھی کافی وقوع پذیر ہو چکی ہے جو لغوی مسخ کی حامل ہے البتہ کنز العمال^(۱) کی حدیث مرفوع سے ثابت کہ آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم جو کلمہ گو تو ہوگی مگر گانے کے باجے وغیرہ اور گانے والی عورتوں کے اختیار کرنے اور شرابوں کے پینے کے باعث بندر اور خنزیر بنا دی جائے گی اور یہی شکل ظاہر ہے۔

قذف کا لغوی معنی ہے زور سے پھینکنا (نہای، مجمع البحار)^(۲) اور چونکہ یہ قذف بطور سزا

(۱)۔۔ ج ۷ ص ۱۹۰۔ نوری [روایت میں ہے: «یفسخ قوم من أمتی فی آخر الزمان قردة وخنایز، قيل: یا رسول الله! ویشهدون أن لا إله إلا الله وأنت رسول الله ویصومون؟ قال: نعم، قيل: فما بالهم یا رسول الله؟ قال: یتخذون المعازف والقینات والدفوف ویشرّبون الأشربة، فباتوا علی شربهم ولهوهم فأصبحوا وقد مسخوا قردة وخنایز» کنز العمال، کتاب القیامة من قسم الاقوال، الفصل الرابع فی ذکر اشرط الساعة الکبری، الخسف والمسخ، والقذف، حدیث: ۳۸۷۳۲،

[۱۲۵/۱۴]

(۲)۔۔ [مجمع بحار الانوار، ۴/ ۲۳۶]

گناہ پر مرتب ہونا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی ایسا پھینکنا ہو گا جو باعثِ ہلاکت و رسوائی بنے خواہ آسمان سے پتھر برسائے جائیں یا بمباری کی جائے، آگ برسائی جائے یا کوئی اور خطرناک چیز زور سے پھینک کر ہلاک کیا جائے، بہر حال قذف رمی کی طرح عام ہے اور پتھر پھینکنے کے ساتھ خاص نہیں، قرآن کریم میں ہے: ﴿وَيُقَذَّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾^(۱) کہ شیطانوں پر آسمان کی ہر سمت سے شہبِ نار یہ پھینکے جاتے ہیں۔

ہاں تو رمی کی طرح یہ قذف بھی پایا جا رہا ہے۔ ابھی زمانہ قریب مصر میں خوب بم باری ہو چکی ہے اور کئی دوسرے ملکوں میں بھی آتش باری ہو رہی ہے، آتش فشاں اسلحہ کا استعمال تو عام ہی ہے، تو واضح ہوا کہ یہ پیشین گوئی کہ ایسا ہو تو قذف ہو گا بھی صاف طور پر ظاہر ہو چکی ہے تو اسے گیارہواں نمبر دیا جائے اور دوسری دوسراؤں کا ظہور بھی عنقریب ہی پایا جانے والا ہے۔

پیشین گوئی نمبر ۱۲:

کنز العمال ج ۷ ص ۱۷۸ میں^(۲) مستدرکِ حاکم (متوفی ۵۰۵ھ) اور مسند امام احمد (متوفی ۲۴۱ھ) سے علاماتِ قیامت کی حدیث میں ہے «وظهور القلم» (اور قلم کا ظاہر ہونا) اور مسند امام احمد سے عمرو بن تغلب کی حدیث میں ہے «ویکثر القلم» (اور زیادہ ہو جائیں گے قلم) آج یہ دونوں چیزیں یعنی قلم کا ظہور اور کثرت اپنے عروج پر ہے۔ رنگ برنگے مختلف اقسام کے قلم انبار در انبار ظاہر ہو چکے ہیں اور کئی عوام الناس جو لکھنے سے بھی عاری ہیں، جیبوں میں قلم رکھتے ہیں اور بکثرت ایسے حضرات بھی ہیں جو کئی کئی قلمیں اپنے پاس رکھا کرتے ہیں، اور قلم کا ظہور یوں بھی بکثرت ہے کہ کاتب ایک کاپی لکھ دیتا ہے جو پریس میں چھپ کر ایک سے ہزار ہا بن جاتی ہے اور کثرت سے ظاہر ہو

(۱)۔: [پ ۲۳، الطفت: ۸]

(۲)۔: [کنز العمال، کتاب القیامة من قسم الاقوال، الفصل الثالث فی اشرط الساعة الکبری، الخسف والمسخ والقذف، حدیث: ۳۸۵۱۲، ۱۴/۱۰۳۔ مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، حدیث: ۳۸۷۰، ۲/۷۵]

جاتی ہے بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس پیشین گوئی کا تعلق مختلف اقسام کے مطابح سے بھی ہے کہ مطابح قلم کا کام باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں اور کثرت سے ظہور پذیر ہیں جو مفاد و نتائج کے لحاظ سے قلم ہی ہیں۔^(۱)

پیشین گوئی نمبر ۱۳:

کنز العمال ج ۷ ص ۱۸۳ میں بروایت حضرت حذیفہ [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] حدیث مرفوع ہے:

«لا تقوم الساعة حتى تناكر القلوب ويختلف الأقاويل ويختلف الإخوان من الأب والأم في الدين»^(۲)

(ترجمہ): نہیں قائم ہوگی قیامت حتیٰ کہ دل آپس میں غیر مانوس ہو جائیں گے اور اقوال مختلف ہو جائیں گے اور ایک ماں باپ سے بھائی دین میں الگ الگ ہو جائیں گے۔ آج یہ پیشین گوئی حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے کہ ایک ملک کے باشندے بلکہ ایک شہر کے، صرف ایک شہر ہی نہیں بلکہ ایک ایک محلہ اور ایک ایک گاؤں اور ایک ایک خاندان کے لوگ بلکہ ایک ہی گھر کے ایک دوسرے سے مانوس نہیں، دلی یکجہتی اور اتحاد نہیں رہا، ان کے اقوال میں بھی یک رنگی نہیں اور مقالات کا اختلاف بھی ظاہر ہو گیا حتیٰ کہ حقیقی بھائی بھی الگ الگ دینوں کے پیروکار بن چکے ہیں۔

پیشین گوئی نمبر ۱۴:

مشکوٰۃ ص ۴۶۴ و ۴۶۵ میں بحوالہ ابو داؤد و ترمذی (جو تیسری صدی میں لکھی گئی ہیں) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱)۔۔: آج کل کمپوزنگ کے نظام سے کثرت قلم کی پیش گوئی مزید واضح ہے۔ نوری

(۲)۔۔: [کنز العمال، کتاب القیامۃ من قسم الاقوال، الفصل الثالث فی اشرط الساعة الکبریٰ، حدیث: ۳۸۵۹۴، ۱۲/۱۱۲]

«اذا وضع السيف في امتي لم يرفع عنه الى يوم القيامة»^(۱)
(ترجمہ): جب میری امت میں تلوار رکھی گئی (خانہ جنگی شروع ہو گئی) تو اس سے قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی۔

یعنی قیامت تک امت میں خانہ جنگیاں ہوتی رہیں گی چنانچہ زمین وزماں، سورج اور چاند گواہ ہیں کہ جب سبائی اور بلوائی شرا تہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں خانہ جنگی کی بنیاد رکھی تو اس وقت سے لے کر آج تک ہزاروں خانہ جنگیاں ہو چکی ہیں۔ اسی سابقہ ہندوستان کی سرزمین پر کافی خانہ جنگیاں^(۲) ہوئیں۔ یہی خانہ جنگیاں ہی ہیں جن کے باعث اسلامی فتوحات کا تیز دھارا پھر گیا۔ یہی خود کشی ہے جس کے باعث بنو امیہ کا ستارا ڈوب گیا اور بعد ازاں بنی عباس کا آفتاب غروب ہو گیا۔ یہی حرب و ضرب ہیں جن سے فرنگی پرچم ہندوستان پر لہرایا۔ یہی آویز شیش ہیں جن سے یہودی ریاست کی بنیاد رکھی گئی۔ یہی بھوت افغانستان کی حکمران ٹولی کے سر پر سوار ہے کہ پاکستان کی ترقیوں سے پریشان ہیں، اسی پریشان دماغی کا اثر ہے کہ آج سے تقریباً ہزار سال پہلے کی یادگار سومنات کا وہ تاریخی دروازہ جو سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمة ہندوستان سے بطور نشان لائے تھے ان نئے بہادروں نے وہی دروازہ بطور تحفہ دوبارہ ہندوستان پہنچا کر سومنات میں بحال کر دیا ہے۔ اللہ اسلام دشمنی سے پناہ دے۔

پیشین گوئی نمبر ۱۵، ۱۶:

اسی حدیث مندرجہ بالا میں یہ بھی ہے:

«وانه سيكون كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي الله وانا خاتم

(۱)۔: [سنن ابی داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلہا، حدیث: ۴۲۵۲، ۱۳۳/۴۔ سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب ۳۲، حدیث: ۲۲۰۹، ۸۶/۴۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، الفصل الثانی، حدیث: ۵۳۹۴، ۵۴۰۶، ۲۸۱/۲۔ تینوں کتب میں الفاظ یوں ہیں: «لَمْ يُزَفَّ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» جبکہ مشکوٰۃ میں ایک مقام پر ہے: «لَمْ يُزَفَّ عَنْهُمْ» [(۲)۔: اور اب اسی خانہ جنگی سے پاکستان کا نصف کٹ گیا اور باقی ماندہ بھی خطرات میں گھر اہوا ہے۔ ۱۲ منہ غفلتہ

(۱) النبیین لانی بعدی»

(ترجمہ): ”اور بے شک قریب ہے کہ ہوں گے تیس بڑے جھوٹے، ان کا ہر ایک کہے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے پیچھے کوئی نبی نہیں۔“

اسی مضمون کی حدیثیں بخاری و مسلم وغیرہما کتب حدیث میں بکثرت ہیں۔ یہ دونوں پیشین گوئیاں (کہ امت میں نبوت کے جھوٹے مدعی ہوں گے اور حضور کے پیچھے کوئی نبی نہیں) آج تک برابر ظاہر ہو رہی ہیں، کتنے ہی جھوٹے نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں حتیٰ کہ سابقہ پنجاب^(۲) میں بھی ایسے دعوے کئے گئے اور یہ حقیقت بھی آفتاب و ماہتاب سے زیادہ چمک رہی ہے کہ واقعی حضور کے پیچھے کوئی نبی نہیں، ہاں اس حدیث پاک سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ خاتم النبیین کا یہی معنی ہے کہ »لانی بعدی« (میرے پیچھے کوئی نبی نہیں)۔

اس حدیث پاک میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ تیس سے زائد نہیں ہوں گے تو لامحالہ زائد کی نفی ہر گز ہر گز نہیں، پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ »کاذبون ثلاثون« نہیں فرمایا جس کے معنی ہیں جھوٹے تیس بلکہ فرمایا »کذابون ثلاثون« جس کا معنی ہے بڑے جھوٹے تیس اور بخاری و مسلم وغیرہ کی روایت میں »دجالون« کا اضافہ بھی ہے کہ وہ بڑے جھوٹے، بڑے فریبی، ملمع ساز ہوں گے۔ دجال و کذاب مبالغہ کے صیغے ہیں، یہ ان جھوٹوں پر صادق ہیں جو بڑے جھوٹے اور بڑے فریبی ملمع ساز ہوں اور ہر ایک مدعی نبوت پر صادق نہیں کہ کئی بے چارے تو صرف ایک دو مرتبہ ہی یہ جھوٹا دعویٰ کر سکے اور زیادہ دیر تک زیادہ جھوٹ نہ بک سکے اور یونہی کئی بالکل کم عقل تھے یا ہوشیار نہیں تھے تو فریب نہ دے سکے یا کسی ایک آدھ کو فریب دے دیا مگر کسی جماعت کثیرہ کو فریب نہ دے سکے تو وہ دجال کیسے بنے؟

بہر حال یہ مخفی نہیں کہ کذاب و دجال وہ ہیں جن کے جھوٹ اور فریب کا جال بڑا

(۱)۔: [اصل میں الفاظ یوں ہیں: »وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انه نبی اللہ وانا خاتم النبیین لانی بعدی« مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، الفصل الاول، ۲/

(۲)۔: تقسیم ہند سے پہلے متحدہ ہندوستان کا پنجاب۔ نوری

وسیع ہو جو طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے اپنے مشن کی پوری پوری سرگرمی سے تبلیغ کریں اور بڑے بڑے چست و چالاک مدعیانِ علم و عقل کو بھی اپنے دامِ تزویر میں پھنسا لیں، والعیاذ باللہ!

حضور نے «أنا خاتم النبیین» اور «لا نبی بعدی» فرما کر ایسے فریبوں کے پردے تار تار کر دیئے ہیں۔ سبحان اللہ! قربان جائیں کیسی بہترین وضاحت ہے۔ «النبیین» کا استغراقی لام اور «نبی» نکرہ بعد لائے نفی ہر قسم کے نئے نبی کی نفی کر رہے ہیں عام ازیں کہ زمانہ قریب میں ہو یا بعید میں، عرب میں ہو یا عجم میں، مدعی دجال و کذاب ہو یا کاذب و داحل، غرضیکہ اس قسم کی کثیر التعداد حدیثوں نے قرآن کریم کی طرح کسی بھی نئے نبی کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تو جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے جھوٹا ہے، مولاتعالیٰ جھوٹوں سے بچائے۔

پیشین گوئی نمبر ۱:

اسی فتنہ انکارِ حدیث کی نشان دہی ہے جو اس صدی میں ہمارے سامنے ظاہر ہو گئی ہے۔ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۶ میں حضرت معدیکرب [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ألا إني أوتيت القرآن ومثله معه ألا يوشك رجل شبعان على أريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فأحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه ألا لا يحل لكم لحم الحمار الأهلي ولا كل ذي ناب»^(۱)

(ترجمہ): ”خبردار ہو! تحقیق دیا گیا ہوں میں قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مانند،

(۱)۔: [اصل میں حضرت سیدنا مقدم بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی الفاظ یوں ہیں: «ألا إني أوتيت الكتاب ومثله معه ألا يوشك رجل شبعان على أريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فأحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه ألا لا يحل لكم لحم الحمار الأهلي ولا كل ذي ناب» سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، حدیث: ۴۶۰۴، ۱۳/۷]

خبردار ہو عنقریب ایک مرد پیٹ بھرا اپنے اریکے (تخت، کرسی، کوچ وغیرہ جو بڑا آراستہ اور عمدہ ہو) پر کہے گا کہ قرآن کو لازم پکڑو تو جو کچھ اس میں حلال پاؤ اس کو حلال جانو اور جو حرام پاؤ حرام جانو (یعنی حدیث کی ضرورت نہیں) خبردار تمہارے لئے حلال نہیں اہلی گدھا اور حلال نہیں ہر نیش والا درندہ جانور۔“

حضور نے اُلا، اُلا بار بار فرما کر تین مرتبہ متنبہ فرمایا، حدیث کی اہمیت بیان فرمائی کہ وہ قرآن کے ہم مثل ہے اور وہ چیزیں بہت ہیں جن کا حرام ہونا بظاہر قرآن سے نہیں ملتا حالانکہ وہ حرام ہیں جیسے اہلی گدھا اور درندے جانور وغیرہ اور یہ بھی فرما دیا کہ ایک شخص پیٹ بھرا، فارغ البال، بے پرواہ اپنے کوچ یا قیمتی کرسی پر بیٹھا علمائے بے نیاز ہو کر کہے گا کہ لوگو قرآن پر عمل کرو، اس کے اس کہنے کا مقصد یہ ہو گا کہ حدیث پر عمل نہ کرو حالانکہ حدیث بھی شلیل قرآن ہے اور گدھا وغیرہ بہت چیزیں ایسی ہیں جن کی حرمت بظاہر قرآن کریم سے نہیں ملتی۔

اس مضمون کی حدیثیں، حدیث کی مستند کتابوں میں بکثرت ہیں جن کی تدوین کئی صدیاں قبل کی ہے۔ بہر کیف یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ ایسا کہنے والا نمودار ہوا اور اس نے باقاعدہ تحریک چلائی کہ حدیث قابل اعتبار نہیں، اس پر عمل کی ضرورت نہیں، اب ہمارا فرض ہے کہ ہم حضور [ﷺ] کے خبردار کرنے سے خبردار بنیں اور کسی ایسی آواز پر ہر گز ہر گز کان نہ دھریں جو ہمیں حضور کی ہدایت سے دور کرے اور گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈالے۔

چند پیشین گوئیوں کی بجائے پوری سترہ لکھی گئی ہیں^(۱) کہ لکھتے وقت دامن دل

(۱)۔: [ایک پیشین گوئی جس کا ظہور اکیسویں صدی میں پورے طور پر ہو چکا ہے وہ ہے ہم جنس پرستی کا عام ہونا جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: «إذا استغنى النساء بالنساء والرجال بالرجال فبشرهم بريح حمراء تخرج من قبل المشرق فيمسخ بعضهم ويخسف بعضهم، ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون» اور دوسری حدیث مبارکہ میں ہے: «لا تذهب الدنيا حتى يستغني النساء بالنساء والرجال بالرجال» کنز العمال، کتاب القیامۃ من قسم الاقوال، الفصل الثالث فی اشرار الساعة، حدیث: ۳۸۴۹۸، ۳۸۴۹۹، ۱۰۲/۱۳، یونہی ۳۷ فرقوں میں بٹنے کی پیشین گوئی کی صداقت بھی صدیوں پہلے عیاں ہو چکی ہے۔]

کشاں کشاں آگے ہی نکلتا گیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک بحر ناپید آکنار ہے۔ تعجب ہے کہ ایسے سچے رسول برحق کی حدیث پاک کے متعلق شکوک و شبہات پھیلانے جاتے ہیں جن کی کوئی بات غلط ہو ہی نہیں سکتی۔

چونکہ ایک ایک پیشین گوئی کا ظہور بھی مستقل دلیل ہے لہذا یہ سترہ دلیلیں ہیں اور آیات سے اٹھارہ دلیلیں پہلے لکھی جا چکی ہیں تو وہ کل دلیلیں جو حدیث الحبیب کے نمبرات میں ذکر ہو چکیں ۳۵ بنیں۔

دلیل نمبر ۳۶:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ عِقَابِهِ﴾ (پارہ ۲۶، رکوع ۱۳) ^(۱)

(ترجمہ): اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھیں تو حدیث پاک کے ہوتے ہوئے ہمیں یہ گنجائش قطعاً نہ رہی کہ حدیث کا اعتبار نہ کریں اور اپنی مرضی یا کسی اور کی مرضی پر چلیں ورنہ یہ وہی آگے بڑھنا بن جائے گا جس سے ہمیں قرآن کریم میں منع کیا گیا ہے اور ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس ﴿لَا تَقْدُمُوا﴾ کا دوسرا معنی ہے آگے نہ کرو کیونکہ تقدیم جو اس کی [کا] مصدر ہے اس کے دو معنی ہیں لازم آگے ہونا اور متعدی آگے کرنا۔ اس صورت میں مدعا صاف ثابت ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کے آگے کسی چیز (انسان، جن، فرشتہ، قول، فعل وغیرہ) کو نہیں کر سکتے تو فیصلہ ہو گیا کہ حدیث پاک کے ہوتے ہوئے کسی کے قول یا رائے پر عمل نہیں ہو سکتا ورنہ وہی تقدیم (آگے کرنا) لازم آئے گی جس سے منع کیا گیا ہے۔

دلیل نمبر ۳۷:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (پ ۲۶ رکوع ۱۳) ^(۱)

(ترجمہ): ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔“

جب اس پیارے نبی کی یہ شان ہے کہ ان کی آواز پر کوئی اپنی آواز بلند نہیں کر سکتا اور اگر ایسا کرے تو بے خبری سے کافر بن جانے کا خطرہ ہے کہ عمل، کفر سے اکارت ہوتے ہیں تو ایسے بڑی شان والے نبی کی حدیث (بات) پر کوئی اپنی بات کس طرح بلند کر سکتا ہے حالانکہ آواز بات کی کیف اور صفت ہی ہے۔ جب صفت پر بلندی نہیں ہو سکتی تو موصوف پر بلندی کیسے؟ یہ بات بالکل واضح ہے جسے کم عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حبیب کے سامنے کوئی اونچا نہیں بول سکتا، ورنہ اندیشہ کفر ہے، تو ایسے بڑی شان والے کلام کتنا بڑا ہوگا، بڑوں کا کلام بھی بڑا اور معتبر ہوتا ہے تو وہ جو ساری خدائی سے بڑے ہیں، ان کا کلام ساری خدائی کے کلاموں سے بڑا ہوگا اور سب سے زیادہ قابل اعتبار ہوگا تو ثابت ہوا کہ حدیث قابل اعتبار ہے اور تمام مخلوق کے کلاموں سے زیادہ قابل اعتبار ہے۔

دلیل نمبر ۳۸:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ (پ ۷۹ ع ۱) ^(۲)

(ترجمہ): ”اے ایمان والو! حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا جب یہ رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں تو تمہیں زندگی بخشے۔“

(۱)۔۔: [پ ۲۶، الحجرات: ۲]

(۲)۔۔: [پ ۹، الانفال: ۲۴]

حکم دینا اور بلانا کلام سے ہوتا ہے تو واضح ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا کلام ماننا ضروری ہے اسی طرح محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلام بھی، جو کہ حدیث ہے، ماننا ضروری ہے۔

دلیل نمبر ۳۹:

اللہ رب العالمین نے ایمان دار جنوں (جو تازہ اسلام لائے اور اپنی قوم کو نصیحت کرنے لگے) کا قول اتنا پسند کیا کہ قرآن کریم میں ذکر فرمایا:

﴿أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (پ ۴۲۶) (۱)

(ترجمہ): ”اے ہماری قوم اللہ کے منادی (محمد مصطفیٰ) کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچائے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں، وہ کھلی گمراہی میں ہے۔“

سورج سے بھی زیادہ چمکتی ہوئی بات ہے کہ حدیث پاک اللہ تعالیٰ کے منادی محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہی بات ہے اور قرآن کریم بتاتا ہے کہ ان کی بات ماننے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور سخت عذاب سے بچاؤ ہوتا ہے اور جو ان کی بات نہ مانے وہ خدائی حکومت کا ایسا باغی ہے جو کبھی بچ نہیں سکتا اور اس کا کوئی مددگار نہیں اور وہ کھلا گمراہ ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث کا ماننا ضروری ہے اور نہ ماننا بغاوت ہے، گمراہی ہے اور گمراہی بھی وہ جو بالکل ظاہر۔ یہ ہمارے جن بھائیوں کا ایمان و اعتقاد ہے جسے اللہ نے پسند فرمایا اور قرآن کریم میں ہماری ہدایت کے لئے ذکر فرمایا تاکہ ہم بھی یہی اعتقاد رکھیں۔

دلیل نمبر ۴۰:

﴿وَاللَّحْمُ إِذَا هُوَ ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

(۱)۔۔: [پ ۲۶، ۳۱، ۳۲، ۳۱]

الْهُدَى ۝ إِنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيُ يُوحَى ۝ (پ ۵۷۲) (۱)

(ترجمہ): ”اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگرو جی جو انہیں کی جاتی ہے۔“

دیکھئے اللہ رب العالمین جل و علا حلفیہ فرماتا ہے کہ حضور کی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں بلکہ وحی ہی ہے تو روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حدیث پاک بڑی قابل اعتبار ہے اور یہی مدعا ہے۔

دلیل نمبر ۴۱:

﴿قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِنَّهُمْ يَكْتُمِبْنَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اُنْمُوْا مِنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (پ ۱۷۲۶) (۲)

(ترجمہ): ”تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ، انہوں نے زمین کا کونسا ذرہ بنایا یا آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے، میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب یا کوئی منقول کسی نبی کے علم سے اگر سچے ہو۔“

یعنی اے کافرو! اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ خداوند تعالیٰ کے شریک ہیں تو کوئی عقلی یا نقلی دلیل لاؤ۔ عقلی یہ کہ انہوں نے زمین کا کوئی حصہ بنایا ہو یا آسمانوں میں حصہ دار ہوں اور نقلی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں سے کسی کتاب کا حوالہ دیں یا انبیائے سابقین میں کسی نبی کا ایسا قول یا فعل پیش کریں جو کتاب اللہ کے علاوہ ہو۔ تو اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ جیسے اللہ رب العالمین کی سب کتابیں دلیل ہیں ایسے ہی اللہ رب العالمین کے سب پیغمبروں کے قول و فعل دلیل حق ہیں تب ہی تو یہ مطالبہ فرمایا گیا کہ سچے ہو تو اپنے صدق پر یابہ دلیل (یعنی نبی کا قول جو اس کی کتاب کے علاوہ ہو اور صحیح طور پر ثابت ہو کہ نبی کا قول ہے) بھی پیش کرو تو صاف صاف معلوم ہوا کہ ہر نبی کا

(۱)۔۔: (پ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳

قول و فعل کتاب اللہ کی طرح شرعی دلیل ہے جو بنیادی مسئلہ توحید میں بھی قابل قبول ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ انبیائے سابقین کے قول و فعل قابل قبول ہیں تو ہمارے نبی پاک جو سید الانبیاء ہیں، ان کے قول و فعل کیونکر قابل قبول نہ ہوں گے اور قول و فعل کا نام حدیث ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث دلیل حق ہے۔

دلیل نمبر ۴۲:

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ﴾ (پ ۱۰ رکوع ۱۰)^(۱)

[ترجمہ:] ”لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے۔“

تو اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جس چیز کو رسول اللہ حرام کریں اس کو حرام نہ ماننا کفر ہے اور کافروں کی صفت ہے اور ایسے لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم ہے حالانکہ رسول اللہ کا حرام کرنا ان کے اپنے قول سے ہے جس کا نام حدیث ہے جس طرح کہ دوسری آیت میں رسول اللہ کی صفت حلال کرنا بھی ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (پ ۹ رکوع ۹)^(۲)

(ترجمہ:) ”وہ جو غلامی کریں گے اس رسول غیب کی خبریں دینے والے امی کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں وہ رسول انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔“

(۱)۔۔: [۱۰، التوبہ: ۲۹]

(۲)۔۔: [۹، الاعراف: ۱۵۷]

یہ ارشاد اللہ رب العالمین نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا اور یہ یعنی حلال کرنا اور حرام کرنا حضور محبوب پاک کی ایسی صفت ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو بھی بتائی گئی حالانکہ حضور کا حلال کرنا اور حرام کرنا اپنے قول سے ہی ہے جس کا نام حدیث ہے، تو ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور کے کلام اور ارشادات (حدیث) کا ماننا اللہ رب العالمین کی رحمت کا سبب ہے اور نہ ماننا سزا کا باعث ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث شریف قابل اعتبار اور معتبر ہے۔

دلیل نمبر ۴۳ تا ۴۵:

﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ۝﴾^(۱)
(ترجمہ): ”وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ایسے ڈروالوں کے لئے جو بے دیکھے مانتے ہیں۔“
جیسے اللہ رب العالمین کو دنیا میں کسی نے نہیں دیکھا اور یونہی جبریل امین اور دوسرے فرشتے عوام الناس کی نظر سے پوشیدہ ہیں، وحی اترتی ہوئی نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں، بہشت دوزخ وغیرہ اصد ہا چیزیں ہیں جو ہماری دنیاوی نظر سے غائب ہیں، محبوب پیارے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بتانے سے ہی ہم نے یہ سب چیزیں مانی ہیں تو قرآن کریم کا قرآن ماننا بھی اللہ رب العالمین کے محبوب کے بتانے سے ہے۔ ہم میں سے کسی نے اللہ رب العالمین کا کلام براہ راست نہیں سنا اور نہ ہی جبریل امین کو دیکھا اور جب قرآن کریم کا ماننا ہی حدیث پاک سے ثابت ہوا تو یہ کہنا کہ قرآن مانو اور حدیث نہ مانو، بالکل باطل ہو گیا کیونکہ حدیث نہ مانی جائے تو قرآن کریم کا ماننا ثابت ہی نہیں ہو سکتا اور یہ فتنہ یعنی حدیث کا انکار ایسا مرض ہے جو یہودیوں کی عادتِ بد ہے، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَإِذْ قُلْتُمْ يٰٓيٰسٰرُ لَنْ نُّؤْمِنَ بِكَ حَتّٰی نَرٰی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْکُمُ الصَّعِقَةُ ۚ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝﴾ (پ ۶۷) ^(۲)

(ترجمہ): ”اور جب تم نے (اے بنی اسرائیل) کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں

(۱)۔۔: [۱، البقرة: ۲، ۳]

(۲)۔۔: [۱، البقرة: ۵۵]

گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے پکڑ لیا حالانکہ تم دیکھ رہے تھے۔“
ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بات یعنی ان کی حدیث نہ مانی تو ان پر اللہ رب العالمین کا عذاب نازل ہوا تو جو محمد مصطفیٰ کی حدیث نہ مانے وہ کیسے عذاب سے بچ سکتا ہے؟ سچ فرمایا (۱) محبوب پیارے ﷺ نے: «لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ، شَبْرًا بِشَبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا جَحْرَضْبَ تَبَعْتُمُوهُمْ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ؟ قَالَ: فَمَنْ»

”یعنی اے امت محمد! تم میں سے کئی شخص پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلیں گے بالشت ساتھ بالشت کے اور گز ساتھ گز کے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! یہود اور نصاریٰ؟ تو فرمایا پس کون؟“

یہ ایسی پیشین گوئی ہے جو واقعات سے حرف بحرف ثابت ہو چکی ہے تو یہ آیت اور یہ حدیث دو مستقل چہل و چہارم^{۳۳} اور چہل و پنجم^{۳۵} دلیلیں ہیں۔ پھر اس آیت پاک سے صاف صاف ثابت ہو رہا ہے کہ حدیث کا انکار کتاب اللہ کا انکار ہے چنانچہ یہودیوں نے ﴿يُؤْمِنُونَ بِأَنَّ لَكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ اللَّهَ جَهْرَةً﴾ (یعنی اے موسیٰ! ہم تمہارے کہنے سے نہیں مانیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو علانیہ نہ دیکھ لیں۔) اس وقت کہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا کلام سنا دیا تھا مگر پھر بھی نہ مانے تو یہ حدیث کے انکار کا نتیجہ ہے کہ جو حدیث کو نہ مانے وہ اللہ کا کلام براہ راست سن کر بھی نہیں مانتا چہ جائیکہ صرف روایات سے ملے جیسے ہمیں قرآن کریم راویوں کے ذریعے ملا ہے جبکہ بنی اسرائیل نے اللہ کا کلام سن کر بھی انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا تو منشا ہی یہی ہے کہ مجھے اور میری کتابوں کو اور احکامات وغیرہ کو میرے رسولوں سے سن کر مانا جائے جس کا بیان ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ (۲) وغیرہ آیات میں ہے۔

(۱)۔ بخاری ج ۲ ص ۸۸، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴

دلیل نمبر ۴۶:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (پ ۲۸، ۴۶)^(۱)

(ترجمہ): ”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس چیز سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔“

رسول اللہ کے ارشادات جن کا نام حدیث ہے وہ سب اس میں داخل ہیں جس جس چیز کا حکم فرمائیں اس کا کرنا لازم ہے اور جن جن چیزوں سے منع فرمائیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

دلیل نمبر ۴۷:

جو حقیقت ایک نہیں بلکہ کثیر التعداد دلیلیں ہیں وہ یہ کہ اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں محبوب پیارے ﷺ کو بہت سے اقوال کے فرمانے کا حکم دیا جن کا ماننا منکرین حدیث کے نزدیک بھی لازم ہے حالانکہ جب حضور پر نور سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے ان قولوں کو فرماتے ہیں تو وہ حضور کے اپنے قول ہوتے ہیں اور حضور کا ہر قول حدیث ہے تو ثابت ہوا کہ حدیثوں کا ماننا نہایت ہی ضروری ہے چنانچہ پارہ ۹ رکوع ۱۰ میں ہے:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَبِيْعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ﴾ (۲)

(ترجمہ): ”تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی ہے۔“

اس آیت پاک میں اللہ رب العالمین نے محبوب اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ فرمائیں: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَبِيْعًا﴾ تو یہ کلمات مبارکہ اس آیت میں اللہ رب العالمین کے کلمات ہیں جن کے فرمانے کا حکم دیا گیا ہے مگر جب حضور پاک

(۱)۔۔: [پ ۲۸، الحشر: ۷۰]

(۲)۔۔: [پ ۹، الاعراف: ۱۵۸]

اس حکم کی بجا آوری میں امت سے یہ کلمات فرماتے ہیں تو پھر یہ کلمات حضور کے اپنے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات نہیں اور یہ حقیقت ان کا لفظی ترجمہ ہی بتا رہا ہے کیونکہ اللہ رب العالمین کا^(۱) یہ شان نہیں کہ فرمائے بے شک میں اللہ کا رسول ہوں جیسے کہ قرآن کریم میں دوسرے انبیاء کرام کے مقولوں کا بھی ذکر فرمایا ہے تو مقولے حکایت کے لحاظ سے اللہ رب العالمین کے کلمات ہیں مگر اصل میں انبیاء کرام کے مقولے ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام سے ذکر فرمایا کہ آپ نے فرمایا ﴿مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ﴾^(۲) (ترجمہ) ”کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔“ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات ہیں، قرآن کریم نے صاف صاف بتایا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات ہیں اور جب اللہ رب العالمین نے بطور حکایت نقل فرمائے تو کلمات اللہ بن گئے۔

بہر حال یہ حقیقت چمکتے سورج سے بھی زیادہ واضح ہے کہ ایسے مقامات میں ایسے کلمات کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں تو ﴿قُل﴾ کے ماتحت وہ کلمات جن کے فرمانے کا حضور کو حکم دیا گیا، جب حضور اس پر عمل کرتے ہوئے وہ کلمات ادا فرمائیں تو اس صورت میں وہ کلمات حضور کے ہی ہوں گے جن کو حدیث کہا جاتا ہے حالانکہ ان کا ماننا بالاتفاق ضروری ہے جو انکار کرے، دائرۃ اسلام سے خارج ہے تو نہایت وضاحت سے ثابت ہوا کہ حدیث شریف مقبول اور معتبر ہے ورنہ ان کلمات کا اعتبار نہ ہوتا کہ یہ حدیث ہی تو ہیں، پھر اس قسم کے کلمات جن کے ادا کرنے کا اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں حضور کو حکم دیا ہے وہ بہت ہی زیادہ ہیں، وہ تین سو کے قریب ہیں تو یہ ایک دلیل تقریباً دو سو ستانوے دلیلیں بنیں گی۔

میرے بھولے بھالے پیارے بھائیو! ذرا غور سے کام لیں تو روزِ روشن کی طرح یہ دلیل ذہن نشین ہو جائے گی اور سب شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر ۴۸:

﴿فَلَا أَقْسَمُ بِمَا تُبَيِّنُونَ﴾^(۱) وَمَا لَا تُبَيِّنُونَ﴾^(۲) إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ﴾^(۳)

(۱)۔۔: [کی]

(۲)۔۔: سورۃ الصف آیت ۱۴، ۱۵ منہ [پ ۲۸، الصف: ۱۴]

(پ ۶۲۹) (۱)

(ترجمہ): ”تو مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی جنہیں تم نہیں دیکھتے، بے شک یہ قرآن ایک معزز رسول کا قول ہے۔“
اس آیت پاک میں اللہ رب العالمین نے قرآن کریم کو قولِ رسول کریم فرمایا حالانکہ ہے قولِ اللہ، تو اللہ رب العالمین نے اپنے قول کو قولِ رسول فرمایا جیسے کہ قرآن کریم میں رسول اللہ کی رمی کو اپنی رمی فرمایا:

﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى﴾ (پ ۱۶۹) (۲)

(ترجمہ): ”اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔“

بہر حال یہ کمال اختصاص اور اعلیٰ درجہ کا اعزاز ہے کہ اللہ رب العالمین نے محبوبِ پاک کے کام کو اپنا کام فرمایا اور اپنے کلام کو محبوبِ پیارے کا کلام فرمایا، قولِ رسول کریم فرمایا اور تلاوتِ رسول کریم یا قراءتِ رسول کریم نہ فرمایا حالانکہ قرآن کریم کی تلاوت اور قراءۃ بھی حضور فرماتے ہیں قرآن کریم نے ہی فرمایا:

﴿أَنْتَ لَمْ تَأْخُذْ بِهَا وَلَكِنَّ اللَّهَ آخُذٌ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (پ ۱۸۱) (۳)

(ترجمہ): ”پڑھو اے محبوب! جو تمہاری طرف وحی کی گئی۔“

اور فرمایا: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ (پ ۲۱۰) (۴)

(ترجمہ): ”پڑھو اے محبوب اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا فرمایا۔“
اور یونہی حضور کی تلاوت اور قراءۃ کا کافی آیتوں میں ذکر ہے مگر آیت مندرجہ بالا میں قولِ رسول کریم فرمایا اور تلاوت یا قراءت نہیں فرمایا۔ یہ قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ اس نئے فتنے انکارِ حدیث کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا رد کر دیا کہ اللہ رب

(۱)۔۔ [پ ۲۹، الحاقۃ: ۳۸]

(۲)۔۔ [پ ۹، الانفال: ۱۷]

(۳)۔۔ [پ ۲۱، العنکبوت: ۴۵]

(۴)۔۔ [پ ۳۰، العلق: ۱۰]

العالمین کے نزدیک اس کے محبوب کا قول ایسا محبوب اور مقبول ہے کہ وہ اپنے قول کا نام بھی قولِ رسول رکھتا ہے اور پھر اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی بڑی قسم کے ساتھ تاکیدِ آبیان فرمایا کہ مجھے ہر اُس چیز کی قسم ہے جسے تم دیکھتے ہو اور جسے تم نہیں دیکھتے ہو تو اس میں سب کچھ آگیا کیونکہ چیزیں دو ہی قسم کی ہیں، ایک وہ جو نظر آتی ہیں اور ایک وہ جو نظر نہیں آتیں۔ دنیا کی ہوں یا آخرت کی بلکہ اللہ رب العالمین کی پاک ذات اور تمام صفات بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ بھی ہماری نظروں سے بالا ہیں۔

بہر حال اپنی ذات و صفات اور تمام مخلوقات کی قسم اٹھا کر اپنے کلام اور قول کو رسول اللہ کا کلام اور قول فرمایا۔ نظر حال میں اتنی بڑی اور عظیم الشان قسم غالباً قرآن کریم میں یہی ہے تو معلوم ہوا کہ قولِ رسول یعنی حدیث پاک مقبول اور معتبر ہے ورنہ اللہ رب العالمین اپنے قول کا نام قولِ رسول کریم نہ رکھتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ وبارک وسلم۔

اللہ رب العالمین چشمِ پینا عطا فرمائے اور اس پیارے محبوب، جو خالق و مخلوق کے محبوبِ اعظم ہیں، ان کے ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور کفر و جہالت کی تاریکیوں سے بچائے، آمین۔

نوٹ: حدیث تین قسم ہے: قولی، فعلی، تقریری۔

قولی: حضور کے کلام کا نام ہے۔

فعلی: وہ ہے جس میں حضور کے کام کا ذکر ہو اور

تقریری: یہ کہ کسی کے کلام یا کام پر مطلع ہو کر سکوت فرمائیں اور حقیقت یہ بھی فعلی حدیث ہے کہ سکوت بھی فعل ہے۔

والحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالى على حبيبہ محمد رحمة للعالمین
وعلى آله واصحابہ اجمعین۔

حرره الفقير: ابو الخير محمد نور الله النعمي غفرله

۳ رجب المرجب ۱۴۹۲ھ / ۱۳ اگست ۱۹۷۲ء

محترم المقام جناب..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے آئندہ سال ۲۰۲۱ء کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس ۱۰۰/- روپے سالانہ ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں مئی آرڈر کے ساتھ ارسال کر دیں تاکہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف مئی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام ۵ بجے سے رات ۱۲ بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں، ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری ۱۲ کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے ۱۱ کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے ۱۰ کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، موجودہ ممبر شپ نمبر (مئی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تاکہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ مئی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کر دیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے مئی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ مئی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرادیں۔

فقط

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے:

علامہ مہربان قادری (معاون محمد سعید رضا)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000 شعبہ نشر و اشاعت 021-32439799

0314-2021215

نام..... ولدیت.....

مکمل پتہ.....

قریبی مشہور جگہ.....

موبائل نمبر / فون نمبر..... سابقہ سیریل نمبر.....

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی مئی آرڈر میں رقم روانہ کر سکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹوکاپی استعمال کی جاسکتی ہے۔ برائے کرم اپنا موبائل نمبر ضرور تحریر کریں تاکہ رابطہ کرنے میں آسانی ہو۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

ہشان الوہیت و تقدیس رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق و ادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنز الایمان

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا علیہ الرحمہ ^{از}

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے